11

معاشیات

ACADEMIC YEAR 2016-17
A21898110

2016-17

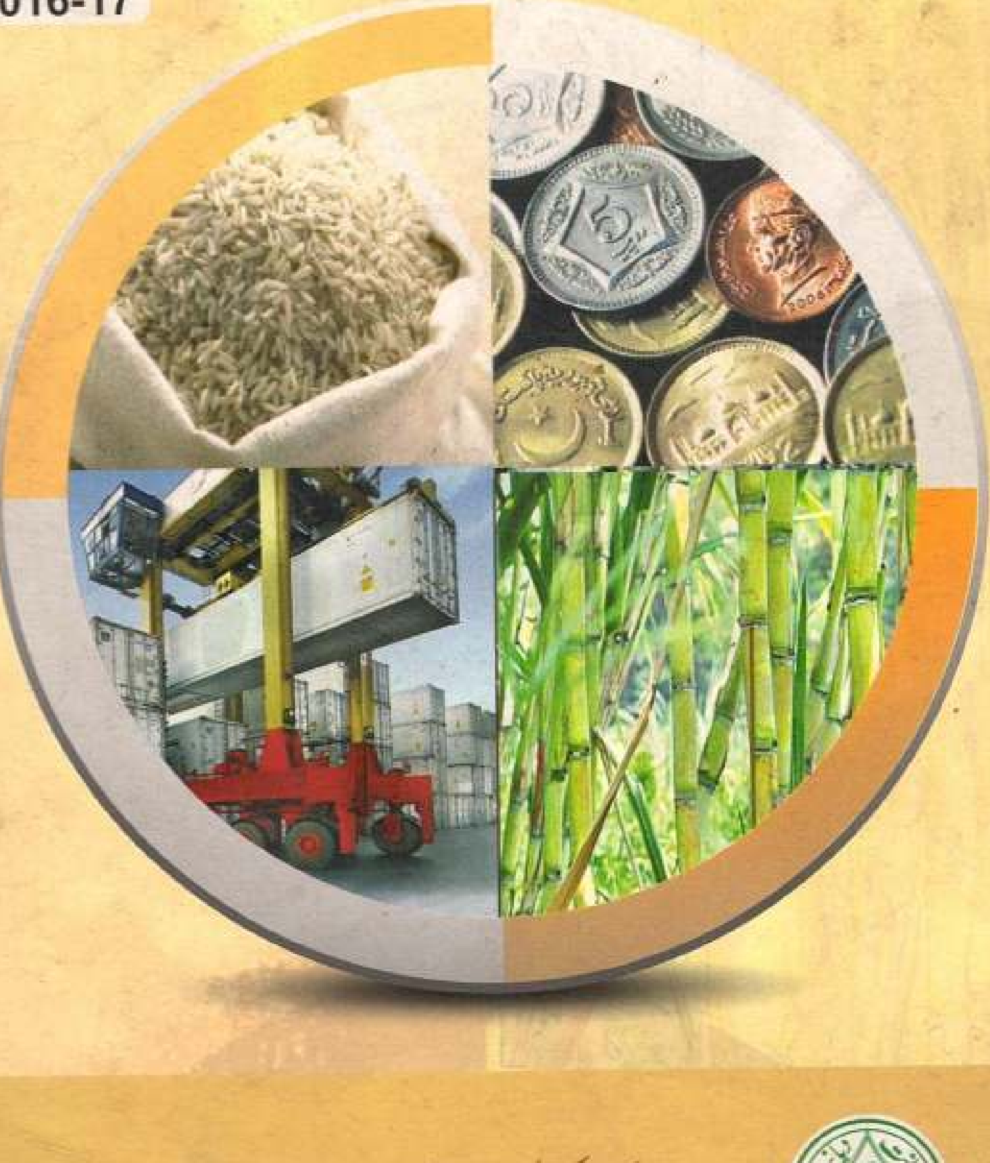

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

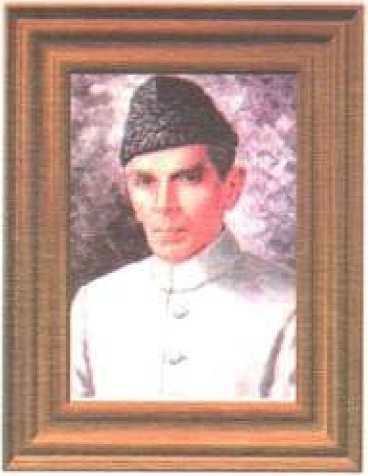

"تعلیم پاکستان کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ دُنیا اتنی تیزی سے ترقی کر رہی ہے کہ تعلیمی میدان میں مطلوبہ پیش رفت کے بغیر ہم نہ صرف اقوامِ عالم سے پیچھے رہ جائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ ہمارا نام و نشان ہی صفحۂ ہستی سے مِٹ جائے۔"

قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ، بانیِ پاکستان
(26 ستمبر 1947ء۔ کراچی)

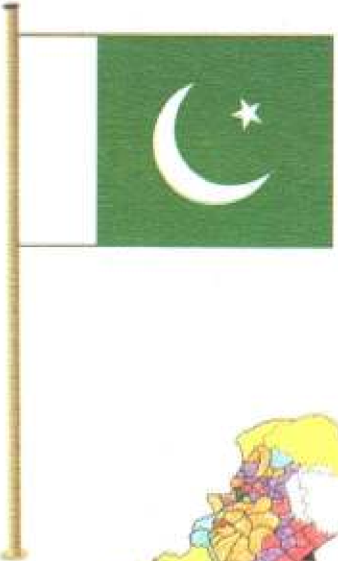

قومی ترانہ

پاک سَرزمین شاد باد　　کِشورِ حسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان　　ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سَرزمین کا نِظام　　قُوّتِ اُخوّتِ عوام
قوم مُلک سلطنت　　پایندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پَرچمِ ستارہ و ہِلال　　رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال　　جانِ اِستقبال
سایۂ خدائے ذُوالجلال

42=2

جعلی کُتب کی روک تھام کے لیے پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ کی درسی کُتب کے سرِورق پر ایک حفاظتی تکونی نشان چسپاں کیا گیا ہے۔ خاص انداز سے حرکت دینے پر اس حفاظتی نشان میں موجود مونوگرام کا نارنجی رنگ، سبز رنگ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کے گرد ادارہ ہٰذا کا نام چمکدار لال رنگ میں لکھا نظر آتا ہے۔ مزید برآں اس کے نیچے کے دونوں کونوں پر موجود سفید پٹی کو سکے سے کھرچنے پر "PCTB" لکھا ظاہر ہوتا ہے۔ یہ "خاص نشان" پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ کی اصلی کُتب کی تصدیق کرتا ہے۔ درسی کُتب خریدتے وقت یہ حفاظتی نشان ضرور دیکھیں۔ اگر کسی کتاب پر یہ نشان موجود نہ ہو یا اس کو جعلی طور پر تبدیل کیا گیا ہو تو ایسی کتاب ہرگز نہ خریدیں۔

معاشیات

11

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔

تیار کردہ: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

منظور کردہ: قومی ریویو کمیٹی، وفاقی وزارتِ تعلیم، حکومتِ پاکستان۔ اسلام آباد

بموجب مراسلہ: (NO. F1-8/2005-CE(Pb) مورخہ 9 اگست 2005ء

فہرست مضامین

باب نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
-1	معاشیات کی نوعیت اور وسعت	1
-2	رویۂ صارف کا تجزیہ	29
-3	معاشیات میں شماریات اور ریاضی کے بنیادی آلات	51
-4	طلب	72
-5	رسد	101
-6	منڈی کا توازن	121
-7	نظریۂ پیدائشِ دولت	130
-8	پیمانۂ پیدائش اور قوانین حاصل	155
-9	مصارفِ پیدائش	179
-10	وصولیوں کا تجزیہ	191
-11	منڈی	217
-12	تقسیم۔ عاملین پیدائش کے معاوضوں کا تعین	226
•	معروضی سوالات کے جوابات	255
•	فرہنگ	262
•	حوالہ جات	266

مصنفین:
- محمود احمد چوہدری (ہیڈ آف اکنامکس ڈیپارٹمنٹ، کریسنٹ ماڈل کالج، شادمان، لاہور)
- عذرا عصمت اللہ اعوان (اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج فار وویمن، چونا منڈی، لاہور)

ایڈیٹرز:
- محمد اکرم رانا
- روبینہ قمر قریشی

زیرِ نگرانی:
- اصغر علی گِل

کمپوزنگ اینڈ لے آؤٹ:
- حافظ انعام الحق
- محمد اعظم

ناشر: الہجویری کارپوریشن پبلشرز اینڈ پرنٹرز، لاہور

مطبع: اقبال انور پرنٹرز لاہور

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت
جون 2016ء	اوّل	14	5000	127.00

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

1 معاشیات کی نوعیت اور وسعت
(Nature and Scope of Economics)

معاشی جدوجہد کا پس منظر

انسان نے جب سے اس کرۂ ارض پر قدم رکھا اس کو اپنی زندگی کی بقا اور سلامتی کے لیے بنیادی ضرورتوں مثلاً خوراک، لباس اور رہائش کے حصول کیلئے جدوجہد کرنی پڑی۔ لیکن انسان کی یہ جدوجہد وسائل کی قلت کے باعث وقت کے ساتھ ساتھ نہ صرف کٹھن بلکہ پیچیدہ ہوتی چلی گئی۔ اس لیے آج بھی انسان کی تمام تر تگ و دو بنیادی ضرورتوں کے حصول کے لیے ہے جو ساری عمر اس کا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ کیونکہ بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے وسائل کمیاب ہیں اس لیے ایسے حالات میں علم معاشیات نے انسان کے اندر یہ سوجھ بوجھ پیدا کی کہ کس طرح کم وسائل کے ہوتے ہوئے انسان اپنی زیادہ سے زیادہ ضرورتوں کی تکمیل کرسکتا ہے۔

1.1 انسانی احتیاجات (Human Wants)

ان سے مراد وہ احتیاجات ہیں جن پر ضروریاتِ زندگی کا دارومدار ہے۔ انسان کی یہ احتیاجات بے شمار اور اَن گنت ہیں۔ بنیادی طور پر خوراک، لباس اور رہائش کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہے۔ اس کے علاوہ زندگی میں آرام و آسائش مہیا کرنے والی اشیا (مثلاً فرنیچر۔ سائیکل۔ ٹیلی ویژن، ایئرکنڈیشنر، کار، قلم وغیرہ) اور خدمات (مثلاً ڈاکٹر، وکیل، استاد وغیرہ کی خدمات) بھی زندگی کے لیے لازمی جزو ہیں۔ انسان کی خواہشات بے شمار ہیں جن کو پورا کرنے کے لیے انسان ساری بھاگ دوڑ کر رہا ہے۔ یہ بھاگ دوڑ تادمِ مرگ جاری رہتی ہے۔ اس لیے معاشی جدوجہد کا نقطہ آغاز انسانی خواہشات کا حصول اور جدوجہد کا محرک خواہشات کی تسکین ہے۔ انسانی احتیاجات کی دو اہم اقسام ہیں:

(1) غیر معاشی احتیاجات (Non Economic Wants) (2) معاشی احتیاجات (Economic Wants)

(1) غیر معاشی احتیاجات (Non Economic Wants)

انسان کی بعض احتیاجات ایسی ہوتی ہیں جن کو حاصل کرنے کے لیے روپیہ پیسہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر دوستی کرنا، سیر کرنا، آرام کرنا اور کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو مفت دستیاب ہوتی ہیں مثلاً پانی، دھوپ، روشنی وغیرہ۔ ایسی تمام احتیاجات کو علم معاشیات میں غیر معاشی احتیاجات کہتے ہیں۔ معاشیات کے علم سے ان کا کوئی واسطہ نہیں کیونکہ معاشیات میں صرف وہ مسائل یا مقاصد زیرِ بحث آتے ہیں جن کی انسان کو قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔

(2) معاشی احتیاجات (Economic Wants)

ایسی احتیاجات جن کو حاصل کرنے کیلئے روپیہ پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے معاشی احتیاجات کہلاتی ہیں۔ مثال کے طور پر بھوک مٹانے کیلئے خوراک، جسم ڈھانپنے کے لیے لباس، سر چھپانے کے لیے چھت وغیرہ کے حصول کیلئے جدوجہد معاشی احتیاجات کے زمرے میں آتی ہے اور انسان کو ان کی تکمیل پر مادی وسائل یا روپیہ پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ایسی احتیاجات کو معاشی احتیاجات کہتے ہیں۔ یاد رہے علم معاشیات میں ہمارا تعلق صرف معاشی احتیاجات سے ہے۔

معاشی احتیاجات کی خصوصیات (Characteristics of Economic Wants)

معاشی احتیاجات میں درج ذیل خصوصیات مشترک پائی جاتی ہیں۔

(i) لامحدود احتیاجات (Unlimited Wants)

انسان کی خواہشات لامحدود ہیں جبکہ ان کو پورا کرنے کے لیے مادی ذرائع محدود ہیں۔ اسی لیے کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس کی تمام خواہشات پوری ہوگئی ہیں۔ ویسے بھی جب ہم ایک خواہش پوری کرتے ہیں تو کوئی دوسری خواہش جنم لے لیتی ہے اور یہ سلسلہ انسان کی ساری زندگی جاری رہتا ہے۔ مثلاً روزمرہ کے بنیادی لوازمات یعنی خوراک، مکان، قلم، آٹا وغیرہ کی ضرورت آئے دن محسوس ہوتی رہتی ہے۔

(ii) احتیاجات میں باہمی مقابلہ (Wants Compete Each other)

احتیاجات ایک دوسرے سے باہمی مقابلہ کرتی ہیں۔ کیونکہ تمام خواہشات ایک جیسی نوعیت و اہمیت کی حامل نہیں ہوتیں۔ کچھ خواہشات زیادہ اہم اور ضروری ہوتی ہیں مثلاً خوراک، کپڑا، گھر وغیرہ اور کچھ کم اہم مثلاً کار، ائیرکنڈیشنر وغیرہ جن کو کچھ وقت کے لیے ملتوی کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے انسان خواہشات کی اہمیت اور ضرورت کے مطابق ترجیحات مقرر کرتا ہے۔

(iii) خواہشات کا بار بار جنم لینا (Wants are Recurring)

انسان کی اکثر خواہشات بار بار جنم لیتی ہیں۔ اس لیے انہیں ہر بار پورا کرنا پڑتا ہے مثلاً آٹا، گھی، چینی، دودھ وغیرہ۔ اسی طرح جب پیاس لگتی ہے تو ہم پانی پی لیتے ہیں لیکن کچھ دیر بعد ہم پھر پیاس محسوس کرتے ہیں اور یہ سلسلہ ساری عمر جاری رہتا ہے۔ اس لیے ایسی احتیاجات وقتی طور پر تو پوری ہوجاتی ہیں مگر کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ محسوس ہونے لگتی ہیں۔

(iv) تسکین پذیری کے متبادل طریقے (Alternate Methods of Satisfaction)

مختلف احتیاجات کو کئی طریقوں سے پورا کیا جاسکتا ہے مثلاً بھوک لگے تو ہم بھوک مٹانے کے لیے روٹی، چاول، سبزی، دودھ، ڈبل روٹی میں سے کسی ایک سے اپنی بھوک مٹاسکتے ہیں۔ اسی طرح پیاس لگے تو پانی کی بجائے شربت یا لسّی سے بھی پیاس بجھائی جاسکتی ہے۔ سفر کرنے کی غرض سے ویگن، بس، کار میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا جاسکتا ہے۔ گویا ہر خواہش کو پورا کرنے کے متبادل طریقے موجود ہیں۔

(v) لازم وملزوم احتیاجات (Complementary Wants)

مختلف احتیاجات ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کے بغیر پوری نہیں ہوسکتیں۔ مثلاً پٹرول کے بغیر گاڑی، روشنائی کے بغیر قلم، گیند کے بغیر ہاکی۔ یہ سب ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔

(vi) احتیاجات کا عادتاً وجود (Habit Forming Wants)

کچھ احتیاجات صرف عادت کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتی ہیں مثلاً سگریٹ نوشی کی عادت، پان کھانے کی عادت، زیادہ سونے کی عادت، ایسی تمام خواہشات عادتاً اپنا لینے سے وجود میں آتی ہیں۔

(vii) احتیاجات اور فیشن (Wants and Fashion)

انسان کی بعض احتیاجات فیشن یا رواج کے تابع ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی لباس کا فیشن یا رواج بدل جائے تو صارفین کی لباس کے لیے مانگ بھی نئے فیشن یا رواج کے مطابق بدل جاتی ہے۔

1.2 اشیا وخدمات (Goods and Services)

تمام مادی اشیا (Material Goods) جو انسانی حاجات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں اشیا کہلاتی ہے مثلاً، لباس، مکان، کار، کرسی وغیرہ۔ یہ سب انسان کی کسی نہ کسی خواہش کی تکمیل کرتی ہیں اس لیے یہ اشیا کہلاتی ہیں۔

خدمات (Services) سے مراد وہ تمام غیر مادی سرگرمیاں جو بالواسطہ طریقوں سے انسان کی حاجات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں خدمات کہلاتی ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر کا مریض کو دیکھنا اور دوا تجویز کرنا، پروفیسر کا طالب علم کو پڑھانا، وکیل کا مقدمے پر بحث کرنا، انجینئر کا پل تعمیر کرنا وغیرہ سب انسان کی بالواسطہ (Indirect) فلاح و بہبود کا ذریعہ بنتی ہیں۔ جس سے انسانی حاجات کی تسکین ہوتی ہے۔

اشیا کی اقسام (Kinds of Goods)

اشیا کی درج ذیل اہم اقسام ہیں۔

(i) غیر معاشی اشیا (Non Economic Goods)
(ii) معاشی اشیا (Economic Goods)
(iii) اشیائے صارفین اور اشیائے سرمایہ (Consumer and Capital Goods)
(iv) سرکاری ونجی اشیا (Public and Private Goods)
(v) ضروریات، آسائشات اور تعیشات (Necessities, Comforts and Luxuries)

(i) غیر معاشی اشیا (Non Economic Goods)

قدرت کی عطا کردہ نعمتیں مثلاً پانی، ہوا اور روشنی جن کی ہمیں کوئی قیمت ادا نہیں کرنی پڑتی، غیر معاشی اشیا کے زمرے میں آتی ہیں اور علم معاشیات کی بحث سے نکل جاتی ہیں کیونکہ معاشیات میں صرف ایسی سرگرمیاں زیر بحث لائی جاتی ہیں جن کو دولت

کے زمرے میں زیر بحث لایا جاتا ہے جبکہ پانی، ہوا اور روشنی حاصل کرنے کے لیے کوئی معاشی جدوجہد درکار نہیں ہوتی۔

(ii) معاشی اشیا (Economic Goods)

ایسی اشیا جن کے حصول کے لیے معاشی جدوجہد درکار ہو اور ان کی قیمت ادا کیے بغیر ان کا حصول ناممکن ہو معاشی اشیا کہلاتی ہیں۔ مثلاً خوراک، لباس، کپڑا، آٹا، گھی، سائیکل وغیرہ۔ کیونکہ معاشی اشیا کی طلب ان کی رسد کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے اس لیے صارف ان اشیا کو ذرائع کی کمیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے استعمال کرتا ہے۔

(iii) اشیائے صرف اور اشیائے سرمایہ (Consumer and Capital Goods)

اشیائے صرف سے مراد ایسی اشیا ہیں جو براہ راست انسانی خواہشات کو پورا کرتی ہیں مثلاً روٹی، کپڑا، مکان، پھل، سبزی وغیرہ تمام اشیائے صرف کے زمرے میں آتی ہیں۔ گویا روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والی تمام اشیا، اشیائے صرف کہلاتی ہیں اور فوری طور پر انسان کی حاجت کو پورا کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

اشیائے سرمایہ سے مراد وہ اشیا ہیں جو براہ راست استعمال میں آنے کی بجائے ایسی اشیا کو بنانے میں مدد دیتی ہیں جو انسانی ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں۔ مثلاً مکان بنانے میں جو سیمنٹ، پتھر، لوہا، لکڑی استعمال ہوتی ہے وہ اشیائے سرمایہ کے زمرے میں آتے ہیں۔ اس کے علاوہ اشیائے سرمایہ میں ہر قسم کی مشینیں اور دیگر آلات شامل ہوتے ہیں جو اشیائے سرمایہ کو وجود میں لاتے ہیں۔ اشیائے صرف اور اشیائے سرمایہ کے فرق کو سمجھنے کیلئے ہم عام زندگی سے مثال دے سکتے ہیں جو بیک وقت اشیائے صرف اور اشیائے سرمایہ کے زمرے میں آتی ہیں۔ کیونکہ یہ براہ راست خواہش کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ مثال کے طور پر ایک پروفیسر کی کار اپنے ذاتی استعمال کے لیے اشیائے صرف کے زمرے میں آتی ہے۔ لیکن جب اسی کار کو بطور ٹیکسی مزید آمدنی کمانے کے لیے استعمال کیا جائے تو وہ اشیائے سرمایہ کے زمرے میں شمار کی جاتی ہے۔

(iv) سرکاری و نجی اشیا (Public and Private Goods)

سرکاری اشیا سے مراد وہ تمام اشیا ہیں جو براہِ راست لوگوں کے استعمال میں آتی ہیں۔ مثلاً سڑکیں، باغات، ہسپتال، سکول وغیرہ۔

نجی اشیا سے مراد ایسی اشیا ہیں جو لوگوں کی ذاتی ملکیت ہوتی ہیں۔ مثلاً مکان، کار، ایئر کنڈیشنر، فریج، فرنیچر وغیرہ۔

(v) ضروریات، آسائشات اور تعیشات (Necessities, Comforts and Luxuries)

ضروریات سے مراد ایسی اشیا جو انسان کو زندگی کی بقا کیلئے لازمی حاصل کرنا پڑتی ہیں اور جن کے بغیر زندگی گزارنا ناممکن ہوتا ہے۔ مثلاً پانی، روٹی اور کپڑا وغیرہ کو ضروریات کے زمرے میں لایا جاتا ہے۔ آسائشات سے مراد ایسی اشیا جو انسانی زندگی کو آرام مہیا کریں اور انسان کی کارکردگی میں اضافہ کا سبب بنیں۔ مثلاً عمدہ خوراک، کار، پنکھا وغیرہ۔ تعیشات سے مراد وہ اشیا جو انسان کی زندگی کو آرام مہیا کرتی ہیں لیکن ان سے انسان کی کارکردگی میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا اور ان کے بغیر گزارہ کرنا ممکن ہوتا ہے مثلاً ایئر کنڈیشنر، وی سی آر، قیمتی کار وغیرہ۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ کوئی شے استعمال کی نوعیت کے

مطابق بیک وقت ضرورت، آسائش اور تعیش بن سکتی ہے۔ مثلاً کار ایک پروفیسر کے ذاتی استعمال کے لیے ضرورت، ایک عام آدمی کے لیے آسائش اور ایک معمولی ملازم کے لیے تعیش کا درجہ رکھتی ہے۔

1.3 افادہ (Utility)

افادہ سے مراد کسی شے یا خدمت کی وہ خوبی یا صلاحیت ہے جس سے کسی انسان کی کوئی خواہش پوری ہوتی ہے۔ اس لیے افادہ ہر اس شے یا خدمت میں موجود ہوتا ہے جو انسان کی کسی خواہش کی تکمیل کر رہی ہو۔ مثلاً روٹی بھوک مٹاتی ہے۔ پانی پیاس بجھاتا ہے قلم لکھنے کے کام آتا ہے۔ یہ سب اشیا اپنے اندر انسانی خواہش کی تکمیل کا وصف رکھتی ہیں۔

پروفیسر فرگوسن کے مطابق:

"افادہ سے مراد شے کا وہ وصف ہے جس کے باعث کسی شے کی آرزو کی جاتی ہے۔ افادہ خالصتاً ذہنی کیفیت کا نام ہے کیونکہ ہر شخص کی طبعی اور نفسیاتی تشکیل دوسرے سے مختلف ہوتی ہے"۔

گویا پروفیسر فرگوسن کے نزدیک افادہ ایک اضافی اصطلاح ہے۔ اس لیے ایک ہی شے کا افادہ ایک آدمی کے نزدیک زیادہ اور دوسرے آدمی کے نزدیک کم ہوسکتا ہے۔ لیکن یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ افادہ کو ہم فائدہ مندی (usefulness) کے مفہوم میں استعمال نہیں کرسکتے کیونکہ افادہ کا تصور اچھے اور بُرے دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ نشہ آور اشیا ایک نشہ کرنے والے شخص کے لیے تو افادہ رکھتی ہیں لیکن انسانی صحت پر بُرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ اس لیے اخلاقی اور جسمانی لحاظ سے یہ اشیا قطعاً فائدہ مند نہیں ہیں۔

افادہ کی خصوصیات (Characteristics of Utility)

افادہ کی درج ذیل خصوصیات ہیں۔

(i) انسانی خواہش پر انحصار (Depend upon Human Want)

افادہ کسی شے کا ذاتی وصف یا خوبی نہیں جو ہر شخص کیلئے ایک جیسا ہو۔ بلکہ افادہ کا انحصار کسی شخص کی خواہش پر ہوتا ہے کہ وہ کسی چیز کو کتنا چاہتا ہے۔ مثلاً ہم میں سے کچھ لوگ پرانے نوادرات اور قیمتی پتھر حاصل کرنے کے بہت شوقین ہوتے ہیں اس لیے یہ اشیا ان کے نزدیک بہت افادہ رکھتی ہیں لیکن وہ لوگ جو ان اشیا کی خواہش نہ رکھتے ہوں ان کے نزدیک ایسی اشیا کی کوئی اہمیت نہیں۔ گویا کسی شے کے افادہ کا انحصار اس شے کے استعمال کرنے والے کی خواہش پر ہوتا ہے۔

(ii) استعمال پر انحصار (Depend upon Use)

اگر کوئی شے متبادل طور پر استعمال ہوسکتی ہو تو اس کا افادہ بھی مختلف استعمال میں مختلف ہوگا۔ مثلاً شہر کے نزدیک ایک بنجر زمین کے ٹکڑے کا افادہ کھیتی باڑی کے مقصد کے لیے اتنا نہیں ہوگا جتنا کہ اس پر رہائشی مکانات تعمیر کرنے سے ہوگا۔ اسی طرح عمارتی لکڑی کو تعمیر کی بجائے بطور ایندھن جلایا جائے تو اس کا افادہ کم ہوگا۔

(iii) علم پر انحصار (Depend upon Knowledge)

کسی شے کا افادہ انسان کی معلومات اور علم میں اضافے کے ساتھ ساتھ بڑھ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ماضی میں لوگ پٹرولیم کی ذیلی پیداوار اور ان کے استعمال سے واقف نہ تھے لیکن دورِ جدید کے علوم اور ٹیکنالوجی نے انسان کو پٹرولیم کی ذیلی پیداوار کی نوعیت اور استعمال سے آگاہ کر دیا جس سے انسان بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے۔

(iv) شکل پر انحصار (Depend upon Form)

کسی شے کا افادہ اس کی شکل وصورت بدلنے سے بھی بدل جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مٹی سے قیمتی برتن بنائے جاسکتے ہیں، لکڑی سے فرنیچر تیار کیا جاسکتا ہے، چمڑے سے جوتے تیار کئے جاسکتے ہیں۔ گویا کسی شے کی شکل بدلنے سے اس کا افادہ بھی بدل جاتا ہے۔

(v) وقت اور موسم پر انحصار (Depend upon Time and Weather)

وقت اور موسم کے تبدیل ہونے سے بھی اشیا کا افادہ بدل جاتا ہے مثلاً برف کا استعمال گرمیوں میں زیادہ افادہ دیتا ہے لیکن سردیوں میں کم۔ اسی طرح گرم کپڑوں کا سردیوں میں زیادہ افادہ ہوتا ہے لیکن گرمیوں میں کم۔

(vi) مقام پر انحصار (Depend upon Place)

اگر کسی شے کو مناسب استعمال کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے تو اس کا افادہ بھی بڑھ جاتا ہے مثلاً دریا سے نکالی گئی ریت کا افادہ اس صورت میں ہوگا جب اس کو شہر میں عمارتوں کی تعمیر میں استعمال کیا جائے گا۔ اسی طرح جنگل میں پڑی لکڑی کا افادہ اسی صورت میں زیادہ ہوگا جب اس کو عمارتوں کی تعمیر میں استعمال کرنے کے لیے شہر لایا جائے گا۔

(vii) ملکیت پر انحصار (Depend upon Ownership)

کسی شے کا افادہ ملکیت بدلنے سے بھی تبدیل ہوجاتا ہے مثلاً اگر ایک نایاب ڈکشنری کسی ان پڑھ کے پاس چلی جائے تو اس کے لیے اس کارڈی کے علاوہ کوئی استعمال نہیں لیکن وہی ڈکشنری ایک پڑھے لکھے شخص کے پاس آجائے تو بڑی اہمیت کی حامل ہوگی۔

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ افادہ (Utility) اور فائدہ مندی (Usefulness) دو مختلف رجحانات ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ جو چیز افادہ رکھتی ہو وہ فائدہ مند بھی ہو۔ بہت سی اشیا ایسی بھی ہیں جو افادہ تو رکھتی ہیں لیکن انسانی زندگی پر ان کے بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اس لیے وہ فائدہ مندی کے زمرے میں نہیں آتیں۔ مثال کے طور پر سگریٹ نوش کے لیے سگریٹ میں افادہ موجود ہے لیکن اثرات کے لحاظ سے یہ نقصان دہ ہے۔ اس لیے افادہ اور فائدہ مندی کو دو مختلف معنوں میں استعمال کرنا چاہیے۔

1.4 کمیابی (Scarcity)

کمیابی کا مطلب کسی شے کا ضرورت کے مقابلے میں کم ہونا ہے۔ اس کا تعلق کسی شے کی براہ راست طلب سے ہے۔ اگر

کسی شے کی طلب رسد کے مقابلے میں زیادہ ہو تو وہ کمیاب ہے۔مثلاً ہمارے ملک میں کروڑوں ٹن چینی پیدا ہوتی ہے لیکن ضرورت کے مقابلے میں کم ہے اس لیے یہ کمیاب ہے۔لیکن گندے انڈے مقدار میں قلیل ہونے کے باوجود کمیاب نہیں کیونکہ ان کی طلب نہ ہونے کے برابر ہے۔

1.5 معاشیات کی تعریفیں (Definitions of Economics)

آدم سمتھ کی تعریف معاشیات (Adam Smith's Definition of Economics)

آدم سمتھ کلاسیکی مکتب فکر کا بانی تھا۔ یہ پہلا معیشت دان تھا جس نے 1776ء میں معاشیات کے علم پر باقاعدہ کتاب لکھی جس کا نام تھا۔

"An enquiry into the Nature and Causes of Wealth of Nations"

''اقوام کی دولت کی نوعیت اور وجوہات پر تحقیقاتی مقالہ''

آدم سمتھ کے نزدیک:

''معاشیات دولت کا علم ہے جس میں پیدائشِ دولت، صرفِ دولت، تقسیمِ دولت اور تبادلۂ دولت کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔''

کلاسیکی مکتب فکر کے حامی ڈیوڈ ریکارڈو(David Ricardo)، این ڈبلیو سینئر(N.W. Senior)، جے ایس مل(J.S.Mill)اور مالتھس (Malthus) نے بھی معاشیات کو دولت کا علم قرار دیتے ہوئے آدم سمتھ کے مکتب فکر کو جلا بخشی اور دولت ہی کو تمام معاشی مسائل کے حل کا مرہون منت گردانا۔

این ڈبلیو سینئر کے مطابق:

''معاشیات میں دولت کی نوعیت، پیدائش اور تقسیم دولت کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔''

جے ایس مل کے نزدیک:

''معاشیات دولت کی نوعیت اور پیدائش دولت کے قوانین کا مطالعہ کرتا ہے۔''

گویا کلاسیکی مکتب فکر کے تمام معیشت دانوں کے نزدیک معاشیات دولت کا علم ہے۔

تنقیدی جائزہ (Criticism)

جس دور میں آدم سمتھ نے معاشیات کی تعریف کی اس وقت مذہبی رجحانات اپنے عروج پر تھے۔ایسے حالات میں دو مصلحین کارلائل (Carlyle)اور رسکن (Ruskin)نے دولت کے علم کو صرف اور صرف دولت کا حصول سمجھتے ہوئے رد کردیا اور درج ذیل اعتراضات کئے۔

(i) خود غرضی کا علم (Science of Selfishness)

رسکن اور کارلائل کے نزدیک دولت کا حصول انسان کو لالچی اور خودغرض بنادیتا ہے اس لیے انسان صرف دولت کا پجاری بن کر رہ جاتا ہے اور ہر وقت دولت کے حصول کے لیے منصوبے بناتا رہتا ہے۔

(ii) شیطانی علم (Dismal Science)

رسکن نے دولت کے علم کو شیطانی علم قرار دیتے ہوئے کہا کہ دولت انسان کے اندر شیطانی اوصاف اور ایسی قوتیں پیدا کرتی ہے جو انسان کو روحانی اور اخلاقی اقدار سے دور کر دیتی ہے۔

(iii) محدود تصوّر (Limited Concept)

آدم سمتھ نے معاشیات کو دولت کے حصول تک محدود کر کے روحانی اور اخلاقی جذبات سے بالکل الگ کر دیا جو اس علم کی وسعت کو محدود کر دیتا ہے۔ حالانکہ علم معاشیات میں دولت کی بجائے انسان کی معاشی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہیے تھا۔

(iv) دولت کا علم (Science of Wealth)

کارلائل (Carlyle) اور رسکن (Ruskin) کے مطابق، آدم سمتھ نے معاشیات کو صرف اور صرف امیروں کا علم قرار دیا ہے اور کہا کہ دولت کا حصول صرف امیروں تک محدود ہوتا ہے۔ اس لیے ایسا علم جو غریبوں کے معاشی مسائل کا جائزہ نہ لے اچھا نہیں ہے۔

تعریف کا تنقیدی جائزہ (Appraisal of Definition)

اگرچہ معاشیات کی تعریف میں دولت کے تصور کو بے جا اہمیت دی گئی ہے۔ لیکن اصل میں دولت بذاتِ خود کوئی مقصد نہیں۔ بلکہ اس کے حصول کا مقصد انسانی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے کیونکہ کوئی ضرورت دولت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ انسان کو اپنی فلاح میں اضافہ کی خاطر اشیا و خدمات کی ضرورت پڑتی ہے جو دولت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتیں۔ دولت کو انسان کی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لیے یہاں اولین اہمیت دولت کو نہیں بلکہ انسانی فلاح کو ہے۔ پس دولت بذات خود کوئی بری شے نہیں بلکہ اس کا استعمال بُرا یا اچھا ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر دولت کو کسی سکول کی تعمیر یا ہسپتال کی سہولت کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ اس کا اچھا استعمال ہے لیکن اگر دولت سے شراب نوشی یا سگریٹ نوشی کی جائے تو یہ دولت کا بُرا استعمال ہے۔ اس لیے قصور دولت کا نہیں بلکہ اس کے استعمال کرنے کا ہے گویا معاشیات بحیثیت دولت کا علم کوئی بُرا نقطہ نظر نہیں۔

الفرڈ مارشل کی تعریف معاشیات (Alfred Marshall's Definition of Economics)

الفرڈ مارشل نے انیسویں صدی کے آخر میں معاشیات کی نئے سرے سے تعریف کر کے اس کو دیگر عمرانی علوم کی صف میں لاکھڑا کیا اور کلاسیکی مکتب فکر کی تعریفوں سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں تھیں انہیں نہ صرف دور کیا بلکہ معاشیات کو دولت برائے مادی فلاح و بہبود کے تصوّر میں بدل دیا اور کہا کہ انسان دولت اس لیے حاصل کرتا ہے تاکہ وہ تمام اشیا خرید سکے جو اس کی مادی فلاح میں اضافہ کا باعث بنیں۔ گویا انہوں نے معاشیات کو مادی خوشحالی کا علم قرار دیا۔

مارشل نے اپنی کتاب اصول معاشیات (Principles of Economics) میں معاشیات کی تعریف ان الفاظ میں کی۔

"Economics is the study of mankind in the ordinary business of life. It examines that part of individual and social action which is most closely connected with the attainment and with the use of

material requisites of well being. It is on the one side a study of wealth and on the other and more important side is the part of the study of man."

''معاشیات میں انسان کے ان تمام افعال کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کا تعلق زندگی کے روزمرہ معاملات سے ہے۔ اس میں انسان کی انفرادی اور اجتماعی کوششوں کے اس حصہ کا جائزہ لیا جاتا ہے جس کا اس بات سے گہرا تعلق ہے کہ انسان خوشحال زندگی کے مادی لوازمات کیوں کر حاصل کرتا ہے اور انہیں کس طرح خرچ کرتا ہے۔ پس ایک طرف یہ دولت کا علم ہے اور دوسری طرف جو کہ پہلی سے زیادہ اہم ہے خود انسانی زندگی کے ایک پہلو کا''۔

الفرڈ مارشل کے حامیوں میں پروفیسر پیگو "Pigou" کینن "Cannon" اور بیوریج "Baveridge" نے بھی معاشیات کے علم کو مادی فلاح و بہبود کا علم قرار دیا۔ اس لیے یہ سب ماہرین فلاحی معیشت دان (Welfare Economists) کہلاتے ہیں۔

پروفیسر پیگو (Pigou) کے نزدیک معاشیات ''معاشرتی فلاح و بہبود کا علم'' ہے۔ کینن (Cannon) کے الفاظ میں معاشیات ''مادی فلاح کے اسباب''، اور بیوریج کے مطابق معاشیات ''مادی ضرورتوں کا علم'' ہے۔ تمام فلاحی ماہرین معاشیات کے نزدیک معاشیات مادی فلاح و بہبود کا علم ہے اور وہ اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کیلئے درج ذیل نکات پر زور دیتے ہیں۔

(i) فلاحی ماہرین معاشیات کے نزدیک معاشیات میں انسان کے روزمرہ کے ان معاملات کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کا تعلق دولت کا حصول اور خرچ کرنے سے ہے۔

(ii) مارشل کے نزدیک معاشیات ایک معاشرتی علم ہے جس میں انسان کے معاشی مسائل کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

(iii) مارشل کے نزدیک دولت انسان کی مادی فلاح کا ذریعہ بنتی ہے کیونکہ ہماری مادی ضرورتیں صرف دولت سے ہی خریدی جاسکتی ہیں۔

(iv) مارشل کی تعریف میں غیرمادی فلاح کے تصور کا ذکر نہیں ملتا۔

(v) مارشل کے مطابق انسان اور اس کی زندگی ہی معاشیات کے علم کا اہم جزو ہے جس میں تمام انفرادی اور اجتماعی کوششوں کا جائزہ لیا جاتا ہے جو انسانی فلاح و بہبود کے لیے کی جاتی ہیں۔

(vi) مارشل کی تعریف سادہ اور عام فہم ہے جس میں براہِ راست انسانی فلاح و بہبود کا ذکر کیا گیا ہے۔

مارشل کی تعریف پر تنقید (Criticism)

الفرڈ مارشل کا مادی فلاح کا تصور کئی سالوں تک معاشیات کا موضوع بحث بنا رہا۔ لیکن وہ ماہرین معاشیات جو معاشیات کو سائنس کا درجہ دیتے تھے انہوں نے مارشل کی تعریف کو رد کردیا۔ ان ماہرین معاشیات میں پروفیسر رابنز نے اپنی کتاب "The Nature and Significance of Economics" ''معاشیات کی نوعیت اور اس کی اہمیت'، میں مارشل کی تعریف پر درج ذیل اعتراضات کیئے۔

(i) مادی فلاح کا نامناسب استعمال (Improper Use of Material Welfare)

پروفیسر رابنز نے مارشل کے مادی فلاح و بہبود کے تصور کو نہ صرف غیر ضروری بلکہ غلط قرار دیتے ہوئے کہا کہ انسان کی فلاح اور خوشحالی کے لیے معاشیات میں ان تمام انسانی کوششوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کا تعلق مادی یا غیر مادی سرگرمیوں سے ہو۔ کیونکہ غیر مادی سرگرمیاں یا خدمات مثلاً ڈاکٹر، پروفیسر، انجینئر، وکیل اور دیگر خدمات کے بغیر ہم کبھی بھی انسان کی فلاح میں اضافہ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر مارشل کے مادی فلاح کے تصور کو انسان کی خوشحالی کے اضافے کیلئے صرف مادی اشیا کے حصول کی شرط عائد کر دی جائے تو غیر مادی خدمات معاشیات کے دائرے سے نکل جائیں گی جن کے بغیر لوگ اپنی روزمرہ ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان خدمات کے بغیر ایک اچھے معاشرے کی تشکیل کر سکتے ہیں۔ اس لیے معاشیات کی فلاحی تعریف میں سے مادی فلاح کے تصور کو نکال دینا چاہیے۔

(ii) فلاح و بہبود کی غیر واضح اصطلاح (Vague Concept of Welfare)

الفرڈ مارشل کا فلاح و بہبود کا تصور واضح اور سائنسی طرز کا نہیں کیونکہ فلاح ایک ذہنی کیفیت کا نام ہے اور یہ فیصلہ کرنا مشکل کام ہے کہ کون سی جدوجہد مادی فلاح کا باعث بنتی ہے اور کون سی نہیں۔ فلاح جسمانی، روحانی، مادی اور غیر مادی ہو سکتی ہے۔ اگر فلاح کو مادی تصور مان بھی لیا جائے تو اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل کام ہے کہ کونسی اشیا فلاح و بہبود میں اضافے کا باعث بنیں گی اور کونسی نہیں۔ کیونکہ اس بارے میں ایک فرد کا دوسرے فرد سے فلاح حاصل کرنے کا نظریہ مختلف ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر سگریٹ پینے سے الف کو فلاح ملتی ہے اس لیے کہ وہ سگریٹ نوش ہے لیکن ب کو فلاح نہیں ملتی کیونکہ ب سگریٹ نوش نہیں۔ پس فلاح کا تصور ایک کتابی تصور ہے جس کی پسندیدگی یا ناپسندیدگی کا فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ اس لیے فلاح جیسے مبہم اور غیر واضح تصور کو ایک سائنسی علم کی بنیاد نہیں بننا چاہیے۔

(iii) فلاح کا ناقابل پیمائش تصور (Immeasureable Concept of Welfare)

مارشل نے مادی فلاح کو اپنی تعریف میں سب سے زیادہ اہمیت دی ہے جو رابنز کے مطابق معاشیات کی بنیاد نہیں بن سکتی۔ کیونکہ رابنز کے نزدیک معاشیات ایک سائنسی علم ہے جس کے تمام حقائق کی پیمائش ممکن ہوتی ہے۔ جبکہ فلاح کا تصور ایک ذہنی کیفیت کا نام ہے جو وقت، جگہ اور افراد کے رویوں کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ مزید برآں مادی فلاح کی پیمائش کے لیے ہمارے پاس کوئی ایسا آلہ یا ترازو نہیں جس سے ہم جان سکیں کہ سیب کھانے سے الف کو کتنی فلاح ملے گی اور ب کو کتنی اور نہ ہی ہمارے اندر کوئی ایسا پیمانہ نصب ہے جو فلاح کے بارے میں فوری اطلاع دے سکے۔ اس لیے فلاح جیسے ناقابل پیمائش تصور کو معاشیات جیسے سائنسی علم کی بنیاد نہیں بننا چاہیے۔

(iv) محدود دائرہ کار (Limited Scope)

مارشل کا مادی فلاح کا تصور معاشیات کے دائرہ کار کو محدود کر دیتا ہے کیونکہ فلاحی تعریف کی رو سے صرف مادی فلاح میں اضافہ کرنے والی سرگرمیاں ہی معاشیات کا موضوع بحث بن سکتی ہیں جبکہ حقیقت میں ایسی بہت سی مادی سرگرمیاں ہیں جو بجائے

فائدہ کے الٹا نقصان پہنچاتی ہیں مثلاً غیر اخلاقی کتب، نشہ آور اشیا اور مضرِ صحت ادویات وغیرہ۔ اس لیے اگر مادی فلاح میں اضافہ کی شرط کو لازمی قرار دے دیا جائے تو ایسی نقصان پہنچانے والی اشیا کی پیداوار معاشرے میں اچھائی کی بجائے بگاڑ پیدا کرے گی۔ لہٰذا ان اشیا کی پیداوار کو معاشی جدوجہد کا حصہ نہیں بننا چاہیے۔

(v) مقاصد کی اچھائی یا بُرائی کا سوال (Question of Good and Bad)

پروفیسر رابنز نے مارشل کے فلاح کے تصور کو رد کرتے ہوئے کہا کہ مادی خوشحالی معاشیات کو جانبدار بنا دیتی ہے۔ جبکہ رابنز کے مطابق مقاصد کے درمیان معاشیات غیر جانبدار ہے اور یہ معیشت دان کا کام نہیں کہ وہ مقاصد کی اچھائی یا بُرائی میں پڑے۔ مثلاً اگر کوئی سگریٹ پیتا ہے تو یہ معیشت دان کا کام نہیں کہ وہ سگریٹ کے بُرے اثرات کے بارے میں تقریر کرتا پھرے بلکہ بحیثیت غیر جانبدار معیشت دان اس کا کام صرف یہ بتانا ہے کہ سگریٹ انسان کی خواہش کو پورا کرتی ہے۔

خوبیاں (Merits)

اگرچہ مارشل کی تعریف پر رابنز نے بہت اعتراضات کئے لیکن اس کے باوجود مارشل کی تعریف سادہ، عام فہم اور خوبیوں سے خالی نہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(i) مارشل نے اپنی تعریف کی بنیاد انسان کی فلاح پر رکھی جو کہ دورِ حاضر کے معاشی نظریات سے مطابقت رکھتی ہے جس کا براہ راست مقصد انسان کی فلاح ہے۔

(ii) مارشل معاشیات کو "معاشرتی علم" کا درجہ دیتے ہیں جس میں انسان کے انفرادی اور اجتماعی مسائل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

(iii) مارشل کی تعریف انسان کے روزمرہ کے معاملات پر بحث کرتی ہے اس لیے اس علم کا تعلق کسی خاص طبقہ کے افراد سے نہیں بلکہ لوگوں کے مجموعی رویّوں سے ہے۔

(iv) مارشل کی تعریف سادہ اور عام فہم ہے کیونکہ اس نے اپنی تعریف کی بنیاد ان معاشی لوازمات پر رکھی جن کے بغیر معاشی فلاح و بہبود ناممکن ہے۔ اس لیے ان معاشی لوازمات کے حصول کے ضمن میں جو بھی کوشش کی جاتی ہے وہ معاشیات کا موضوع بحث بن جاتی ہے۔

(v) مارشل نے دولت کو مادی اشیا کے حصول کے لیے استعمال کر کے قدیم ماہرین معاشیات کے پیدا کردہ اعتراضات کو ختم کر دیا اور معاشیات کو انسانی فلاح و بہبود کا علم قرار دیا۔

رابنز کی تعریف معاشیات (Robbin's Definition of Economics)

پروفیسر رابنز نے علم معاشیات کو نہایت سادہ اور عام فہم انداز میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ انسان کے مقاصد یعنی انسانی احتیاجات بے شمار ہیں۔ لیکن اُن کو پورا کرنے کیلئے ذرائع محدود ہیں۔ اس لیے کوئی انسان یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس کی تمام خواہشات پوری ہوچکی ہیں۔ خواہشات کو پورا کرنے کیلئے انسان انتھک محنت اور جدوجہد کرتا ہے تاکہ محدود وسائل سے زیادہ سے

زیادہ خواہشات کو پورا کیا جا سکے۔ انسان کی اسی کوشش اور معاشی جدوجہد کو علم معاشیات کا نام دیا جاتا ہے۔

پروفیسر رابنز نے نیو کلاسیکی مکتب فکر کے حامی الفرڈ مارشل کی تعریف کو رد کرتے ہوئے علم معاشیات کی نئے سرے سے تعریف کی اور معاشیات کو بحیثیت سائنسی علم متعارف کراتے ہوئے کہا کہ مارشل کی تعریف کا مادی فلاح (Material welfare) کا تصور ناقابل پیائش اور ایک ذہنی کیفیت کا نام ہے جس سے معاشیات کا دائرہ کار محدود ہوتا ہے۔ اس لیے معاشیات کی بنیاد مادی فلاح جیسے ناقابل پیائش اور غیرواضح تصور پر نہیں رکھی جا سکتی اور نہ ہی مادی فلاح کو علم معاشیات کا نفسِ مضمون قرار دیا جا سکتا ہے۔ پروفیسر رابنز نے اپنی کتاب "Nature and Significance of Economics" ''معاشیات کی نوعیت اور اہمیت'' میں معاشیات کی نئے سرے سے تعریف پیش کی جس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

"Economics is a science which studies human behavior as a relationship between multiple ends and scarce means, which have alternative uses".

''معاشیات ایک ایسا علم ہے جو انسان کے اس طرزِ عمل کا مطالعہ کرتا ہے جو لاتعداد مقاصد اور کمیاب ذرائع کے درمیان ایک رابطے کے طور پر ظاہر ہوتا ہے جبکہ یہ ذرائع متبادل طور پر استعمال کیے جا سکتے ہیں۔''

رابنز دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی تعریف سادہ، عام فہم اور حقیقت پر مبنی ہے اور اپنے اندر یہ سچ چھپائے ہوئے ہے کہ خواہشات کی کثرت اور ذرائع کی قلت ہی معاشی مسئلہ کے دو بنیادی عنصر ہیں جن کے باعث معاشی مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

پروفیسر رابنز کی تعریف کے اہم نکات کا جائزہ:

(i) لاتعداد خواہشات (Unlimited Wants)

پروفیسر رابنز کے مطابق انسان کی خواہشات لاتعداد ہیں ان کو گنا نہیں جا سکتا اور کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کی تمام خواہشات پوری ہو گئی ہیں کیونکہ انسان کی جب ایک خواہش پوری ہوتی ہے تو کوئی دوسری جنم لے لیتی ہے اور یہ سلسلہ انسان کے تادمِ مرگ جاری رہتا ہے۔ گویا خواہشات کی کثرت انسان کی پیدائش سے لے کر اس کے قبر میں اتر جانے تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑتیں اور انسان ان کو پورا کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرتا رہتا ہے۔

(ii) خواہشات ایک جیسی اہمیت کی حامل نہیں ہوتیں (Wants are not of Equal Importance)

انسان کی تمام خواہشات ایک جیسی اہمیت اور نوعیت کی حامل نہیں ہوتیں۔ کچھ زیادہ اہم اور لازمی ہوتی ہیں۔ مثلاً بنیادی ضرورتیں خوراک، لباس، رہائش وغیرہ اور کچھ کم اہم ہوتی ہیں جو بعد میں پوری کی جا سکتی ہیں۔ مثلاً ٹی وی، وی سی آر، فریج، کار، ائیر کنڈیشنر وغیرہ۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ چونکہ انسان کے وسائل محدود ہیں اور وہ بنیادی ضرورتوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اس لیے پہلے ان کو پورا کرنا پڑتا ہے اور پھر اگر وسائل اجازت دیں تو تعیشات زندگی خریدے جا سکتے ہیں۔

(iii) ذرائع کی کمیابی یا قلت (Scarcity of Resources)

ذرائع کی کمیابی یا قلت سے مراد یہ ہے کہ انسان کے ذرائع یعنی اس کی آمدنی، دولت یا اثاثے اس کی ضرورت کے

مقابلے میں کم ہوتے ہیں۔اسی طرح ملک کے کل وسائل پیداوار(مثلاً زمین، سرمایہ، معدنیات، مزدور، مشینیں، آلات،کارخانے وغیرہ) اس ملک میں بسنے والوں کی ضرورتوں کے مقابلے میں قلیل اور کمیاب ہیں۔ یادرہے کوئی شے خواہ قلیل مقدار میں موجود ہو لیکن اگر ہمیں اس کی ضرورت نہ ہو تو وہ کمیاب نہیں کہلائے گی۔ کیونکہ وہ ضرورت کے مقابلے میں زیادہ ہے۔لہٰذا اشیا کی کثرت اور ذرائع کی قلت دونوں افراد کی ضرورت کے حوالے سے پرکھی جاتی ہیں۔ ضرورت کے بغیر نہیں۔مثال کے طور پر پاکستان میں لاکھوں ٹن چینی پیدا ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود یہ ملک کی مجموعی طلب کے مقابلے میں کم ہے لیکن گلے سڑے پھل ضرورت نہ ہونے کے سبب کمیاب نہیں۔

(iv) ذرائع کا متبادل استعمال (Alternative use of Resources)

کمیاب ذرائع کو متبادل طریقوں سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔مثال کے طور پر زمین ،سرمایہ، گھر وغیرہ کو مختلف مقاصد کے حصول کے لیے جیسے چاہیں استعمال کر سکتے ہیں لیکن اگر کسی ایک ذریعہ کو کسی ایک مقصد کے لیے استعمال کرلیا جائے تو وہ کسی دوسرے مقصد کے حصول کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً اگر زمین کے ایک مخصوص ٹکڑے پر گھر تعمیر کرلیا جائے تو پھر اس پر کاشت کاری نہیں کی جاسکتی۔ یادرہے کمیاب ذرائع کا استعمال حاصل ہونے والے فائدے یا نقصان کو مدِ نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔

معاشی مسئلہ (Economic Problem)

پروفیسر رابنز کے نزدیک اگر مذکورہ بالا چاروں حالات کا کسی کو سامنا کرنا پڑ جائے تو اس کے لیے معاشی مسئلہ پیدا ہوجاتا ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک بھی موجود نہ ہو تو معاشی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی ان حالات میں انسانی رویہ معاشیات کا موضوع بحث بنتا ہے۔ مثلاً اگر انسان کی خواہشات بے شمار ہونے کی بجائے چند اور گنی چنی رہ جائیں تو انسان ان گنی چنی خواہشات کو دستیاب ذرائع سے آسانی سے پورا کرلے گا۔اسی طرح اگر ذرائع لامحدود ہوجائیں تو بھی معاشی مسئلہ باقی نہیں رہے گا کیونکہ ہم آسانی سے اپنی خواہشات کی تکمیل کرسکیں گے۔جبکہ ذرائع کا متبادل استعمال کرنے کی شرط ختم ہونے سے انتخاب کی مشکل ختم ہوجائے گی۔

خوبیاں (Merits)

رابنز نے اپنے معاشی نظریات کی بنیاد ایسے حقائق پر رکھی ہے جو ہماری روزمرہ زندگی کی حقیقی سچائی پر مبنی ہیں اور اس کی تعریف درج ذیل خوبیوں کی بنا پر قدیم ماہرین معاشیات کے نظریوں سے کئی لحاظ سے بہتر، جامع اور عام فہم ہے۔

(i) جامع تعریف (Comprehensive Definition)

رابنز کی تعریف جامع، عام فہم اور زندگی کی ایسی سچائی پر مبنی ہے جس کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ وہ سچائی یہ ہے کہ انسان کی خواہشات لامحدود ہیں لیکن ان کو پورا کرنے کیلئے اس کے پاس وسائل کم ہیں۔ایسے میں معاشیات کا علم انسان کی رہنمائی کرتا ہے کہ کس طرح کم ذرائع سے زیادہ سے زیادہ خواہشات پوری کی جاسکتی ہیں۔ ذرائع کی قلت اور احتیاجات کی کثرت ایک ایسی حقیقت ہے جس کے شکنجے سے دنیا کا کوئی انسان بچ نہیں سکتا۔

(ii) غیر جانبدار نقطہ نظر (Neutral Point of View)

رابنز کی تعریف خواہشات کی اچھائی یا بُرائی پر کوئی سوال نہیں اٹھاتی اور غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کرتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص سگریٹ نوشی کرتا ہے تو معیشت دان کا یہ کام نہیں کہ سگریٹ کے اچھے یا بُرے اثرات پر بحث کرے بلکہ معیشت دان کا کام صرف یہ ہے کہ وہ بتائے کہ سگریٹ سے انسان کی خواہش کی تکمیل ہوتی ہے۔ سگریٹ کی اچھائی یا بُرائی کے بارے میں معاشیات غیر جانبدار ہے۔

(iii) نفسِ مضمون (Subject Matter)

رابنز کی تعریف سے علم معاشیات کا موضوع بحث وسیع ہوگیا ہے۔ کیونکہ نیو کلاسیکی مکتب فکر کے مطابق تو صرف مادی خوشحالی میں اضافہ کرنے والے عوامل ہی معاشیات کا موضوع بحث بن سکتے ہیں جبکہ رابنز کے مطابق معاشیات کے نفس مضمون کا تعلق لامحدود مقاصد اور کمیاب ذرائع کی موجودگی سے ہے خواہ یہ مقاصد مادی ہوں یا غیر مادی۔ اس طرح معاشیات کا دائرہ معاشرے میں ظہور پذیر ہونے والے ان تمام معاشی مسائل پر بحث کرتا ہے جن کا تعلق ذرائع کی قلت سے ہے۔

(iv) سائنسی علم (Scientific Subject)

رابنز معاشیات کو سائنسی علم کا درجہ دیتے ہیں کیونکہ رابنز کے مطابق علم معاشیات اس بحث سے بے نیاز ہے کہ کوئی انسانی کوشش مادی فلاح میں اضافہ کا باعث بنتی ہے یا نہیں۔ رابنز کے مطابق معاشیات میں صرف وہ حقائق زیر بحث آئیں گے جو خواہشات کی کثرت اور ذرائع کی قلت کی بنا پر اختیار کئے جاتے ہیں اور جن کی پیمائش ممکن ہے۔

(v) بین الاقوامی اہمیت (Universal Importance)

دنیا میں بسنے والے تمام انسانوں کے ساتھ خواہشات کی کثرت اور ذرائع کی قلت کا مسئلہ درپیش ہے اور دنیا میں جہاں کہیں معاشی جدوجہد ہورہی ہے اس کا محرک مقاصد کی کثرت اور ذرائع کی قلت سے وابستہ ہے۔ اس لیے یہ تعریف بین الاقوامی اہمیت کی حامل ہے۔

خامیاں (Demerits)

پروفیسر رابنز کی تعریف پر پروفیسر فریزر (Professor Frazer) اور بیوریج (Baveridge) نے درج ذیل اعتراضات کئے۔

(i) علم معاشیات کو انسانی فلاح سے لاتعلق نہیں رکھا جاسکتا

(Human Welfare can not be separated from Economics)

رابنز نے علم معاشیات کو سائنسی علم ثابت کرنے کے جوش میں اس حقیقت کو نظر انداز کردیا کہ تمام عمرانی علوم کا اصل مقصد انسانی زندگی کو زیادہ بہتر اور خوشحال بنانا ہوتا ہے خواہ اس کا حصول مادی سرگرمیوں سے ہو یا غیر مادی سرگرمیوں سے۔ اس لیے علم معاشیات اگر انسانی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے راہیں نہیں بتاسکتا تو اس علم کے پڑھنے کا کیا فائدہ۔ اس لیے علم معاشیات کو انسانی فلاح سے لاتعلق نہیں گردانا جاسکتا۔

(ii) علم معاشیات غیر جانبدار نہیں (Not-Neutral Science)

رابنز کے نزدیک معیشت دان مقاصد کی اچھائی یا برائی کے درمیان غیر جانبدار رہتا ہے۔ جبکہ بیوریج (Baveridge) کے نزدیک معاشرے کی اجتماعی خوشحالی اور فروغ کیلئے علم معاشیات کو معاشرے کے اعلیٰ مقاصد کے انتخاب میں مدد دینی چاہیے۔ محض معاملات کی تحقیق کرنا اور ان کا جائزہ لینا ہی ایک ماہر معاشیات کا کام نہیں بلکہ ان معاملات کے بارے میں مثبت یا منفی رائے دینا اور جائزہ لینے کے بعد اصلاح کے لیے رائے دینا ایک اچھے علم کے مقاصد ہوتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت کو رابنز نے بالکل نظرانداز کر دیا اور علم معاشیات کو ہر معاملے میں غیر جانبدار قرار دیا جو کہ غلط ہے۔

(iii) معاشی منصوبہ بندی اور ترقی کے تصورات کا فقدان
(Lack of Economic Planning and Development Concepts)

دورِ جدید میں ہر ملک معاشی منصوبہ بندی اور معاشی ترقی پر بھرپور توجہ دے رہا ہے جن کی بدولت ملک کی ترقی ممکن ہے اور وسائل کو بہتر انداز میں بروئے کار لا کر لوگوں کا معیار زندگی بہتر کیا جاسکتا ہے لیکن اس حقیقت کو رابنز نے بالکل نظرانداز کر دیا اور معاشی ترقی اور منصوبہ بندی جیسے اہم عوامل کا کہیں ذکر نہیں کیا۔

(iv) قومی آمدنی اور بے روزگاری (Unemployment and National Income)

رابنز نے اپنی تعریف میں قومی آمدنی اور بے روزگاری جیسے اہم مسائل کو بھی معاشیات کا موضوع بحث نہیں بنایا۔ حالانکہ ایسے مسائل کو حل کرنے کے لیے اجتماعی فکر کی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر ایک بہتر معاشرے کی تشکیل ناممکن ہے لیکن رابنز نے اس طرف بھی کوئی اشارہ نہیں کیا۔

(v) اخلاقی اقدار سے لاتعلقی (Ignorance of Moral Values)

رابنز نے معاشیات کو مذہب اور اخلاقیات سے بالکل الگ کر دیا کیونکہ وہ مقاصد کی اچھائی یا برائی کو علم معاشیات کا موضوع بحث نہیں بناتا اور مقاصد کے اثرات کے درمیان غیر جانبدار رہتا ہے جبکہ دین اسلام میں اخلاقی اقدار پر مبنی معاشی جدوجہد بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

(vi) معاشیات کے دائرہ کار کی بے جا وسعت (Wider Scope of Economics)

رابنز کی تعریف معاشیات کے علم کو بے جا وسعت دیتی ہے۔ کیونکہ قریباً ہر شے ہماری طلب کے مقابلے میں کم ہے۔ اس لیے یہ طے کرنا مشکل کام ہے کہ کون سی شے معاشیات کے دائرہ کار میں آتی ہے اور کونسی نہیں۔

1.6 الفرڈ مارشل اور لائیونل رابنز کی تعریفوں کا موازنہ

(Comparison of Marshall and Lionel Robbins Definitions of Economics)

اہم نقاط	الفرڈ مارشل	لائیونل رابنز
معاشیات کا موضوع بحث	الفرڈ مارشل نے معاشیات کو انسان کی مادی فلاح و بہبود کا علم قرار دیتے ہوئے کہا کہ معاشیات میں انسان کی صرف ان سرگرمیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے جن کا مقصد مادی فلاح و بہبود میں اضافہ کرنا ہوتا ہے۔	لائیونل رابنز نے خواہشات کی کثرت اور ذرائع کی قلت کی بنا پر اختیار کیے جانے والے طرزِ عمل کو علم معاشیات کا موضوع بحث گردانا ہے۔ گویا احتیاجات کی کثرت اور ذرائع کی قلت ہی معاشیات کے دو بنیادی جزو ہیں۔
معاشیات کی وسعت	الفرڈ مارشل کے مادی فلاح و بہبود کے تصور نے معاشیات کے دائرہ کار کو محدود کردیا۔ حالانکہ انسانی فلاح میں مادی اور غیر مادی سرگرمیاں ایک جیسی اہمیت کی حامل ہیں۔	لائیونل رابنز نے معاشیات کے موضوع بحث کو وسعت دی اور مادی اور غیر مادی دونوں سرگرمیوں کو انسان کے لیے لازمی قرار دیتے ہوئے معاشیات کا موضوع بحث بنادیا۔
معاشیات کی علمی حیثیت	الفرڈ مارشل کے نزدیک معاشیات ایک معاشرتی علم ہے اور یہ جانبدار رہتے ہوئے انسان کے معاشی مسائل کا انفرادی اور اجتماعی جائزہ لیتا ہے۔	لائیونل رابنز نے معاشیات کو کمیاب ذرائع کی بنیاد پر سائنسی علم قرار دیا ہے اور غیر جانبدار رہتے ہوئے مقاصد کے درمیان پسند و ناپسند کا سوال اٹھانے سے پرہیز کیا ہے۔
تعریف کی پیمائشی اہمیت	مارشل کی تعریف میں استعمال ہونے والا مادی فلاح کا لفظ کئی معنوں کا حامل ہے۔ چونکہ یہ ایک احساس اور کیفیت کا نام ہے جس کی پیمائش کے لیے کوئی پیمانہ موجود نہیں اس لیے مادی فلاح کی عددی پیمائش ممکن نہیں۔	رابنز کی تعریف کی بنیاد انسانی زندگی کی ٹھوس اور سچی حقیقت پر مبنی ہے۔ اس تعریف میں ایسا کوئی تصور موجود نہیں جو نا قابل پیمائش ہو۔ کیونکہ کمیاب ذرائع کی دستیابی قیمتوں میں پیمائش ہوتی ہے۔
معاشی مسئلہ	مارشل کے نزدیک جب انسان اپنی تمام تر کوششوں اور جدوجہد کے باوجود مادی فلاح و بہبود میں اضافہ نہ کرسکتا ہو تو انسان کے لیے معاشی مسئلہ پیدا ہوجاتا ہے۔	رابنز کے نزدیک انسان کو پیش آنے والے معاشی مسئلہ کی جڑ خواہشات کی کثرت اور ذرائع کی قلت ہے اور انسانی زندگی انہی دو مقاصد میں توازن لانے کی بھرپور جدوجہد میں مصروف ہے۔

جدید نظریات سے مطابقت	الفرڈ مارشل نے معاشیات کو مادی فلاح و بہبود کا علم قرار دے کر دور جدید کے نظریات سے قریب کردیا۔ کیونکہ فلاح ہی کی بنیاد پر معاشرہ ترقی کرتا ہے اور معیشت مستحکم ہوتی ہے۔	لائیونل رابنز کی تعریف میں معاشی ترقی اور منصوبہ بندی جیسے جدید عوامل سے فائدے حاصل کرنے کا کوئی اشارہ نہیں ملتا اور نہ ہی انسانی فلاح کا کہیں ذکر موجود ہے۔
علمی حیثیت	مارشل نے اپنی تعریف کی بنیاد علم الہدایت پر رکھی ہے جس میں اسباب کی نوعیت کو دیکھ کر حل تجویز کیا جاتا ہے۔	رابنز نے اپنی تعریف کی بنیاد علم الحقیقت پر رکھی ہے جس میں اسباب کی نوعیت کو پرکھنے کے بعد بغیر حل کے بیان کردیا جاتا ہے اور حل کیلئے رائے نہیں دی جاتی۔

نتیجہ بحث (Conclusion)

معاشیات ایک عمرانی علم ہے لیکن رابنز اس کو سائنسی علم کا درجہ دینے کی کوشش کرتا ہے جو حقیقت کے خلاف ہے۔ اس اعتبار سے رابنز نے معاشیات کو مقاصد کے مابین غیر جانبدار ٹھہرا کر اسے پیچیدہ اور غیر دلچسپ علم بنادیا ہے۔ لہٰذا مارشل کی تعریف زیادہ حقیقت پسندانہ ہے کیونکہ مارشل اپنی تعریف کا اہم پہلو انسانی فلاح و بہبود کو گردانتا ہے۔

1.7 معاشیات کی وسعت (Scope of Economics)

وسعت مضمون میں علم معاشیات کی حدود کا تعین کرتے ہیں اور اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ کون سے مسائل معاشیات کا موضوع بحث بنیں گے اور کون سے اس کی حدود سے باہر ہونگے۔

معاشیات کی وسعت کو جاننے کیلئے درج ذیل امور پر بحث کی جاتی ہے۔

(i) معاشیات کا نفس مضمون یا موضوع بحث
(ii) انسان کا مطالعہ بحیثیت فرد یا بحیثیت جماعت
(iii) معاشیات کے قوانین کی نوعیت
معاشیات علم ہے یا فن

(i) معاشیات کا نفسِ مضمون یا موضوع بحث (Subject Matter of Economics)

معاشیات کے نفس مضمون سے مراد علم معاشیات کے معاشی مطالعے کا حتمی موضوع یا نقطہ نظر جاننا جس کے بارے میں مختلف ماہرین معاشیات مختلف ادوار میں اپنا اپنا نقطۂ نظر بیان کرچکے ہیں۔ اس سلسلے میں آدم سمتھ نے معاشیات کو "دولت کا علم" مارشل نے مادی فلاح و بہبود اور رابنز نے خواہشات کی کثرت اور ذرائع کی قلت کا علم قرار دیا ہے۔ جدید دور کے ماہرین معاشیات کے نزدیک علم معاشیات کا نفسِ مضمون ذرائع کی قلت اور خواہشات کی کثرت ہے۔ جس کی بنا پر معاشیات میں انسان کے رویوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے کہ محدود ذرائع سے زیادہ سے زیادہ خواہشات پوری کرلی جائیں۔ بنیادی طور پر انسان کا یہی انتخاب وکفایت کا طرزِ عمل ہی معاشیات کا موضوع بحث ہے کیونکہ انسان کی خواہشات ایک بار پوری ہونے کے بعد پھر پیدا ہوجاتی ہیں جن کو پورا کرنے کیلئے انسان مسلسل معاشی جدوجہد جاری رکھتا ہے۔ ہر شخص کی روزمرہ زندگی معاشی محور کے گرد گھومتی

ہے اور یہی معاشی جدو جہد اصل میں معاشیات کا نفسِ مضمون ہے۔

(ii) معاشیات کا مطالعہ بحیثیت فرد یا جماعت (Individual or Collective Studies)

معاشیات ایک معاشرتی علم ہے اور معاشرتی علم میں انسان کا مطالعہ بحیثیت ایک فرد کے نہیں بلکہ بحیثیت جماعت کے کیا جاتا ہے کیونکہ علم معاشیات میں ہم کسی ایک فرد کے رویے کی بنا پر کوئی معاشی قانون تشکیل نہیں دے سکتے۔ قوانین اسی صورت میں اخذ کیے جاتے ہیں جب بہت سارے افراد کے مجموعی رویے پرکھے جاتے ہیں اور ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ زیادہ تر لوگوں کا رجحان بار بار پرکھنے پر ایک ہی جیسا ہوتا ہے۔ اس رجحان کو معاشی قانون کا نام دیا جاتا ہے مثلاً ہم جانتے ہیں کہ زیادہ تر لوگ کم قیمت پر زیادہ خریداری کرتے ہیں اور زیادہ قیمت پر کم خریداری کرتے ہیں اس قسم کے رجحان کو قانون طلب کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں اس بات کا امکان موجود ہے کہ ان لوگوں میں سے کوئی ایک زیادہ قیمت پر بھی زیادہ اشیا خریدنے کو تیار ہے۔ اس کی وجہ آمدنی میں اضافہ یا فیشن میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔ اس لیے معاشیات کے قوانین کو انفرادی رویوں کے بل بوتے پر متعین نہیں کیا جاسکتا بلکہ معاشیات میں لوگوں کے مجموعی رجحانات یا رویوں کو دیکھا جاتا ہے اور انسان کے انفرادی مسائل کی بجائے اجتماعی مسائل کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

(iii) معاشی قوانین اور ان کی نوعیت (Nature of Economic Laws)

قانون سے مراد وہ احکامات ہیں جو حکومت یا قانون ساز اسمبلی کی طرف سے صادر ہوتے ہیں ان کی پابندی ہر کسی پر لازم ہوتی ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں سزا یا جرمانہ ہوتا ہے۔ لیکن جب یہی قوانین معاشرے میں تسلیم شدہ اقدار کی بنیاد پر وجود میں آتے ہیں تو اخلاقی قوانین کہلاتے ہیں اور جب اسباب اور نتائج کے درمیان رشتہ قائم کرتے ہیں اور مطالعے اور تجزیے کے بعد حاصل کیے جاتے ہیں تو علمی قوانین بن جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح علم معاشیات بحیثیت علم دیگر علوم کے قوانین کی طرح اسباب و نتائج کے آفاقی اور عالم گیر رشتے کو معاشی قوانین کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً قانون طلب کسی شے کی قیمت میں تبدیلی کے سبب اس شے کی مقدار طلب پیدا ہونے والے اثرات کو ایک تعلق کی صورت میں پیش کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ جب قیمت کم ہو تو لوگ زیادہ خریداری کرتے ہیں اور اس کے برعکس کم خریداری کرتے ہیں۔ پس معاشی قوانین سے مراد ایسے رجحانات ہوتے ہیں جو انسان کے اس طرز عمل کو بتاتے ہیں جو اسے اپنے محدود ذرائع اور لامحدود خواہشات میں سے زیادہ اہم خواہشات کے انتخاب کے سلسلے میں پیش آتے ہیں۔

1.8 معاشیات علم ہے یا فن (Economics - Science or an Art)

کیا معاشیات علم ہے یا فن؟ اس مسئلہ پر ماہرین معاشیات کے درمیان کافی اختلاف رہا ہے کہ کیا معاشیات کا صرف نظریاتی پہلو ہے یا عملی پہلو بھی ہے۔ یعنی کیا یہ ایک علم کی حیثیت سے صرف حقائق کے سبب اور نتیجہ کے درمیان رشتہ قائم کرتا ہے یا عملی حیثیت سے مسائل کے حل کے لیے اپنا لائحہ عمل اور تجاویز بھی پیش کرتا ہے۔ اس مسئلہ پر کوئی حتمی رائے دینے سے پہلے علم اور فن کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہیں۔

علم (Science)

علم سے مراد کائنات کے کسی شعبے سے متعلق ظاہر ہونے والے اندرونی و بیرونی حالات و واقعات کا ایسا باضابطہ مجموعہ ہے جس کو غیر جانبدارانہ طور پر مشاہدہ اور مطالعہ کے بعد مرتب کر کے اسباب و نتائج کے درمیان تعلق قائم کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہو۔ مثلاً علم طبیعات، کیمیا اور حیاتیات کی شکل میں ہمارے پاس باضابطہ مجموعے میسر آ چکے ہیں۔ ان علوم کی بنیاد درج ذیل مشاہدات پر ہوتی ہے۔

کائنات میں بسنے والے ہر انسان اور فطری حقائق سے متعلق تمام اسباب و نتائج کو باقاعدہ مشاہدہ و مطالعہ کے بعد مرتب کیا جاتا ہے۔

حاصل شدہ حقائق و واقعات کی روشنی میں غیر جانبدار رہتے ہوئے قوانین تشکیل دیئے جاتے ہیں۔ سائنسدان انہی مشاہدات کی روشنی میں قدرتی علوم مثلاً کیمسٹری، فزکس، بیالوجی وغیرہ کے قوانین مرتب کرتے ہیں مثلاً جب دو حصے ہائیڈروجن اور ایک حصہ آکسیجن کو ملایا جائے تو ہمیشہ پانی بن جاتا ہے اور ان دو گیسوں کے درمیان مخصوص نسبت قائم کرنے کا نتیجہ ہر حال میں اور ہر جگہ بدستور قائم رہتا ہے۔ کیمسٹری کا یہ قانون مذکورہ بیان کردہ تینوں مشاہدات کی شرائط کو پورا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر ہم معاشیات کو پرکھیں تو معاشیات کے قوانین بھی درج بالا سائنسی شرائط کو پورا کرتے ہوئے اپنے قوانین مرتب کرتے ہیں۔

اسی طرح معیشت دان سائنسی علوم کی طرح انسانی رویوں کو باقاعدہ مشاہدہ و مطالعہ کے بعد مرتب کرتے ہیں اور پھر ان کے مابین اسباب و نتائج کا رشتہ قائم کر کے اپنے قوانین مرتب کرتے ہیں مثلاً ہم جانتے ہیں کہ عام طور پر لوگ کم قیمت پر زیادہ خریداری کرتے ہیں اور زیادہ قیمت پر کم۔ یہ رجحان اسباب (قیمت میں تبدیلی) اور نتائج (طلب میں تبدیلی) کے درمیان ایک رشتہ قائم کرتا ہے جس کو ہم قانون طلب کا نام دیتے ہیں۔ گویا اس لحاظ سے معاشیات علم (science) کہلانے میں حق بجانب ہے۔

اب ہم علم کی اقسام کی روشنی میں علم معاشیات کی حیثیت دیکھتے ہیں۔

علم کی دو اقسام ہیں۔

(i) علم الحقیقت (Positive Science) (ii) علم الہدایت (Normative Science)

(i) علم الحقیقت (Positive Science)

علم الحقیقت میں واقعات کا خالص علمی رنگ میں مطالعہ کیا جاتا ہے اور غیر جانبدارانہ طور پر اسباب اور نتائج کا تعلق قائم کر کے قوانین مرتب کئے جاتے ہیں لیکن واقعات کو جانچ لینے کے بعد جوں کا توں بیان کر دیا جاتا ہے اور ان کے حل کے لیے کسی رائے کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ مثلاً پاکستان میں افراطِ زر کا مسئلہ عام ہے۔ علم الحقیقت کی روشنی میں صرف اس بات کا جائزہ لے کر اسباب معلوم کیے جاتے ہیں لیکن افراطِ زر کے خاتمے کے لیے تجاویز نہیں دی جاتیں۔ اس قسم کے علوم میں فزکس اور کیمسٹری وغیرہ آتے ہیں۔

(ii) علم الہدایت (Normative Science)

ایسا علم ہے جو مشاہدہ و مطالعہ کے ذریعے معلومات کو مرتب کر کے ان کو اس طرز سے پرکھتا ہے کہ کیا یہ نتائج اور اسباب کے رشتے درست ہیں یا نہیں۔ گویا علم الہدایت میں یہ فیصلہ دیا جاتا ہے کہ کونسی بات درست ہے اور کونسی نہیں اور مسائل کا صحیح حل کیا ہے۔ مثلاً غربت کی بجائے خوشحالی ہونی چاہیے۔ اس قسم کے علوم کی مثالیں سیاسیات، اخلاقیات اور معاشیات میں ملتی ہیں۔ اگر معاشیات کو ان دونوں اقسام کی روشنی میں پرکھا جائے تو یہ بات ثابت ہے کہ علم الحقیقت کے ذریعے معاشیات اسباب معلوم کرتی ہے اور علم الہدایت کے ذریعے نتائج کو بہتر بنانے کے لیے مسائل کے حل کے لیے تدابیر تجویز کرتی ہے۔ مثلاً علم الحقیقت کی روشنی میں معیشت دان افراط زر کے مسئلہ کو پرکھتے ہیں اور علم الہدایت کی روشنی میں افراطِ زر پر قابو پانے کے لیے تجاویز پیش کرتے ہیں۔ گویا معاشیات یقیناً علم ہے۔

فن (Art)

فن سے مراد وہ جدوجہد ہے جو مخصوص مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے عمل میں آئے۔ گویا فن انسان کی اس جدوجہد کو کہا جاتا ہے جو طے شدہ نتائج کے حصول کیلئے کی جائے اور نتائج کو بہتر بنانے کے لیے جو تدابیر تجویز کی جاتی ہیں ان پر عمل کر کے طے شدہ نتائج حاصل کیے جاتے ہیں۔ گویا علم کے عملی استعمال کا نام فن ہے۔

اس طرح علم کے ذریعے ہم بعض اصول مرتب کرتے ہیں اور فن کے ذریعے ان اصولوں کو عملی شکل دے کر اپنے مقاصد کو حاصل کرتے ہیں۔ معاشیات کو علم اور فن ثابت کرنے کے لیے ہم ایک معاشیات کے طالب علم کا طب کے طالب علم کے ساتھ موازنہ کر سکتے ہیں۔ طب کا طالب علم، علم کی حیثیت سے طب کے اصولوں کا مطالعہ طب سے متعلق کتب پڑھ کر کرتا ہے اور ڈاکٹر بن کر اپنے پڑھے ہوئے اصولوں کی روشنی میں مریض کا علاج کرتا ہے۔ اس طرح معاشیات کا طالب علم پہلے معاشیات کے اصولوں کو معاشی اصولوں اور نظریات کی روشنی میں پرکھتا ہے اور پھر فن کی حیثیت سے معاشی مسائل کے حل کے لیے تجاویز دیتا ہے۔ علم و فن کی تعریفوں کی روشنی میں اگر معاشیات کو پرکھا جائے تو معاشیات یقیناً علم بھی ہے اور فن بھی۔

1.9 علم معاشیات کی اقسام (Kinds of Economics)

معاشیات کی اقسام درج ذیل ہیں۔

(i) اطلاقی معاشیات (Applied Economics)

اطلاقی معاشیات کا تعلق افراد اور اداروں کے معاشی طرز عمل اور اس کے نتائج کے اثر پذیر ہونے یا ان کے متعلق حکمت عملی مرتب کرنے سے ہے۔ اطلاقی معاشیات میں نہ صرف کسی ملک کے مخصوص معاشی مسائل کو زیر بحث لایا جاتا ہے بلکہ ان کے اثرات کو بھی پرکھا جاتا ہے اور اس امر کا مطالعہ کیا جاتا ہے کہ ان اثرات کو کیسے دور کیا جائے۔ الغرض اطلاقی معاشیات میں کسی ملک کے تمام پیداواری شعبوں مثلاً زراعت، صنعت، تجارت، نقل و حمل، بنکاری، معیارِ زندگی، روزگار وغیرہ کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے اور ایسی تدابیر سوچی جاتی ہیں جو عوام کو مادی فلاح و بہبود سے بہرہ ور کرنے اور ان کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لیے

اختیار کی جاسکتی ہیں۔

(ii) اثباتی معاشیات (Positive Economics)

اثباتی معاشیات میں حقائق کا غیر جانبداری سے جائزہ لے کر نتائج اخذ کئے جاتے ہیں ایسی معاشیات میں انسان کا رویہ غیر جانبدار ہوتا ہے اور وہ مقاصد کے درمیان اچھائی یا برائی کا سوال نہیں اٹھاتا۔ بلکہ مقاصد کو خالصتاً غیر جانبدارانہ انداز میں پرکھتا ہے۔گویا اثباتی معاشیات میں ایک معیشت دان حالات و واقعات کا بغور جائزہ لے کر جوں کا توں بیان کر دیتا ہے لیکن اپنی طرف سے کوئی رائے یا حل تجویز نہیں کرتا۔

اثباتی معاشیات کی دو اقسام ہیں۔

(i) جزیاتی معاشیات (Micro Economics) (ii) کلیاتی معاشیات (Macro Economics)

(i) جزیاتی معاشیات (Micro Economics)

جزیاتی معاشیات سے مراد نظام معیشت کے چھوٹے چھوٹے حصوں کا الگ الگ مطالعہ کرنا، ان کی ماہیت بخوبی سمجھنا اور ان کا تفصیلی جائزہ لینا ہے تاکہ محدود دائرہ کار کے مطالعہ کی روشنی میں پوری معیشت یا معاشی نظام کو سمجھا جاسکے۔ اسی طرز عمل کو جزیاتی معاشیات کہتے ہیں۔ جزیاتی معاشیات میں قیمتوں کا مطالعہ کرتے وقت قیمتوں کے عام معیار کی بجائے الگ الگ اشیا کی قیمتوں پر بحث کرتے ہیں مثلاً صارفین کا طرز عمل، ایک فرم کا رویہ، عاملین پیدائش کے معاوضوں کا تعین وغیرہ ،جزیاتی معاشیات کے زمرے میں آتے ہیں۔

آسان الفاظ میں:

جزیاتی معاشیات میں معیشت سے متعلق ہر چیز کا مطالعہ الگ الگ حصوں میں کیا جاتا ہے اور اس کی بنیاد پر مستقل نوعیت کے اصول اور قوانین مرتب کئے جاتے ہیں۔

جزیاتی معاشیات کو قیمت کا نظریہ بھی کہتے ہیں کیونکہ زیادہ تر انفرادی فیصلے مثلاً اشیا کی قیمتیں، زمین کا کرایہ، ڈرائیور کی تنخواہ سب جزیاتی معاشیات کا حصہ ہیں۔

جزیاتی معاشیات میں عام طور پر درج ذیل مسائل پر بحث کی جاتی ہے۔

(i) صارفین کا طرز عمل (ii) نظریۂ پیدائش دولت (iii) فرم کے توازن کا نظریہ (iv) نظریۂ قیمت
(v) عاملین پیدائش کے معاوضوں کا تعین وغیرہ۔

(ii) کلیاتی معاشیات (Macro Economics)

کلیاتی معاشیات میں پوری معیشت کا مطالعہ بحیثیت مجموعی کیا جاتا ہے یعنی اس میں انفرادی رویے یا مسائل مثلاً آمدنی، بچت، سرمایہ کاری، طلب، رسد کی بجائے مجموعی رویے اور مسائل مثلاً قومی آمدنی، قومی بچت، مجموعی طلب و رسد کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور ان اسباب کا جائزہ لیا جاتا ہے جو ان مجموعی مقداروں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

کلیاتی معاشیات کی اصطلاح کا اطلاق اس مطالعہ پر ہوتا ہے جس کا تعلق بڑے بڑے معاشی مجموعات کے باہمی رشتہ پر ہے۔

کلیاتی معاشیات اصل میں مسائل کا صحیح حل ہے کیونکہ انفرادی اکائیوں کے مطالعے کی روشنی میں کوئی اجتماعی حل تلاش کرنا یا اس کی بنا پر کوئی قانون مرتب کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ اس لیے ملک کے اجتماعی معاشی استحکام کے لیے کلیاتی معاشیات کا طریقہ بڑا مفید رہتا ہے کیونکہ نظام معیشت کی انفرادی اکائیوں کے عمل میں یکسانیت پیدا کرنے میں بعض اوقات کئی رکاوٹیں کھڑی ہو جاتی ہیں جو مجموعی عمل میں بے اثر ہو جاتی ہیں۔ مزید برآں قومی خوشحالی اور کامل روزگار کے حصول کے لیے مسائل کو معاشیات کل کے ذریعے ہی بہتر طور پر سمجھا اور حل کیا جا سکتا ہے۔

کلیاتی معاشیات میں نظریہ آمدنی زیر بحث لایا جاتا ہے کلیاتی معاشیات میں درج ذیل مسائل کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

(i) قومی آمدنی اور کامل روزگار (ii) زر اور بنکاری
(iii) سرکاری اور نجی مالیات (iv) بین الاقوامی تجارت وغیرہ۔

کلیاتی معاشیات کا مقصد معاشی معاملات کا تجزیہ کرنا ہے اور پھر مناسب پالیسیاں مرتب کر کے فلاح و بہبود میں اضافہ کرنا ہے۔

جزیاتی اور کلیاتی معاشیات کی اہمیت

معاشی نظام کے تجزیہ کیلئے دونوں طرز ہائے فکر کا استعمال ضروری ہے کیونکہ دونوں کا مقصد معاشی معاملات کا تجزیہ کرنا ہے اور پھر مناسب پالیسیاں مرتب کر کے فلاح و بہبود میں اضافہ کرنا ہے۔ جزیاتی معاشیات میں ہم انفرادی طرز عمل کا مطالعہ کرتے ہیں اور کلیاتی معاشیات میں اجتماعی مطالعہ کے ذریعے ذرائع کے بہترین استعمال کا جائزہ لیتے ہیں اس لیے دونوں طرز ہائے فکر لازم و ملزوم ہیں۔

پروفیسر ایکلے (Professor Ackley) دونوں طرز ہائے فکر کی اہمیت اور باہمی تعلق کو یوں بیان کرتے ہیں "درحقیقت کلیاتی معاشیات اور جزیاتی معاشیات کے نظریے میں کوئی واضح خط امتیاز نہیں کھنچا جا سکتا۔ معیشت کا حقیقی نظریہ عمومی ان دونوں پر حاوی ہو گا۔ یہ نظریہ انفرادی طرز عمل، انفرادی پیداواری آمدنیوں اور قیمتوں کی وضاحت کرے گا اور انفرادی نتائج کے مجموعے اور اوسطیں ہی ایسے مجموعات مہیا کریں گے جن سے کلیاتی معاشیات کا تعلق ہے"۔

گویا معاشی نظام اور اقتصادی مسائل کو سمجھنے اور ان پر تجاویز کیلئے دونوں انداز ہائے فکر سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ اس لیے معاشی پالیسیوں میں دونوں طرز فکر کی اہمیت اپنی اپنی جگہ اہم ہے۔

1.10 قوانین اور ان کی اہمیت (Laws and their Importance)

معاشی اصطلاح میں قانون سے مراد حکومت یا قانون ساز اسمبلی کے جاری کردہ وہ احکامات ہیں جن کی پابندی لازم و ملزوم ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں سزا یا جرمانہ ہوتا ہے۔ لیکن علمی اصطلاح میں اگر کسی عمل کو بار بار دہرانے پر ایک ہی نتیجہ برآمد ہو اور وہ ہر صورت میں قائم رہے تو اسے قانون کا نام دیا جاتا ہے۔ قوانین کی اقسام درج ذیل ہیں۔

(i) ریاستی قوانین (State Laws)　　(ii) اخلاقی قوانین (Moral Laws)
(iii) طبعی یا علمی قوانین (Scientific Laws)　　(iv) معاشی قوانین (Economic Laws)

(i) ریاستی قوانین (State Laws)

ریاستی قوانین سے مراد وہ احکامات ہیں جو حکومت یا قانون ساز اسمبلی منظور کر کے صادر کرتی ہے۔ ان کی پابندی ہر حال میں اور ہر کسی پر بلاامتیاز لازم ہوتی ہے اور ان کی خلاف ورزی کی صورت میں سزا یا جرمانہ ہوتا ہے۔ مثلاً چوری کرنا جرم ہے اگر کوئی اس قانون کی خلاف ورزی کرے گا تو یقیناً اسے سزا ملے گی۔

(ii) اخلاقی قوانین (Moral Laws)

اخلاقی قوانین عام افراد کے مجموعی تاثرات کا تسلیم شدہ طرز عمل ہے جس پر عمل کرنا ہر ذمہ دار شہری پر اخلاقی طور پر لازم ہے مثلاً ہمیں جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ یہ ایک اخلاقی قانون ہے اگر کوئی اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو معاشرے میں اس کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

(iii) طبعی قوانین (Scientific Laws)

طبعی قوانین اسباب اور نتائج کے درمیان رشتہ کو ظاہر کرتے ہیں اور مشاہدے، تجزیے اور تجربے کے بعد حاصل کیے جاتے ہیں اور ہر حال میں ہر جگہ بدستور قائم رہتے ہیں اس لیے ان کی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے۔ مثلاً طبعیات کا ایک قانون ہے کہ جب کوئی شے ہوا میں اچھالی جائے تو وہ کشش ثقل کے اصول کے تحت واپس زمین پر آ گرتی ہے اور یہ عمل ہر جگہ بدستور رہتا ہے اس لیے اس کی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے۔

(iv) معاشی قوانین (Economic Laws)

معاشیات بھی دیگر علوم کی طرح اپنے قوانین مرتب کرتی ہے اور طبعی علوم کی طرح اسباب اور نتائج کے درمیان رشتہ قائم کرتی ہے۔ جس کا انحصار لوگوں کے مجموعی رویوں پر ہوتا ہے۔ مثلاً ہم جانتے ہیں کہ لوگ کم قیمت پر زیادہ خریداری کرتے ہیں اور زیادہ قیمت پر کم خریدنا چاہتے ہیں ۔لوگوں کا یہی مجموعی رویہ معاشیات کا قانون بن جاتا ہے جسے قانونِ طلب کہتے ہیں۔

الفرڈ مارشل کے نزدیک

''معاشیات میں قانون کا اطلاق لوگوں کے اس طرز عمل پر ہوتا ہے جو وہ محدود ذرائع اور لامحدود خواہشات کی بنا پر اختیار کرتے ہیں۔''

آسان الفاظ میں معاشی قانون سے مراد:

"An economic law is statement that a certain course of action which may be expected under certain conditions from the members of society"

''معاشرے میں رہنے والے افراد کا ایک ایسا مخصوص طرز عمل جسے بعض مخصوص حالات کے تحت اختیار کیا جاتا ہے۔''

معاشی قوانین ایسے رجحانات ہوتے ہیں جو انسان کے اس طرزِ عمل کو ظاہر کرتے ہیں جو خواہشات کی کثرت اور ذرائع کی قلت کی وجہ سے پیش آتے ہیں اور جب انسان اپنی روزمرہ ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جدوجہد کرتا ہے تو جن رجحانات یا اصولوں پر عمل پیرا ہوتا ہے اس کو معاشی قانون کا نام دیا جاتا ہے۔

معاشی قوانین کی خصوصیات (Characteristics of Economic Laws)

معاشی قوانین کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

(i) معاشی قوانین انسانی طرزِ عمل کے رجحانات کا نام ہیں۔
(ii) معاشی قوانین کی بنیاد مفروضات پر قائم ہوتی ہے جو حالات کے مطابق اخذ کیے جاتے ہیں۔
(iii) معاشیات کے قوانین کیفیتی نوعیت کے ہوتے ہیں مقداری نوعیت کے نہیں ہوتے۔ یعنی یہ واقعات کا عمومی انداز میں تجزیہ کرتے ہیں۔
(iv) معاشی قوانین طبعی علوم کی طرح اٹل، ہمہ گیر اور پیش گوئی کی صلاحیت سے کسی حد تک محروم ہوتے ہیں۔
(v) معاشی قوانین دیگر علوم کے قوانین سے زیادہ درست ہوتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق انسان کی حقیقی سچائیوں سے ہے۔
(vi) معاشی قوانین میں مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات سے متعلق پیش گوئی کرنا مشکل ہے۔
(vii) معاشی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں نہ تو کوئی سزا ہے اور نہ ہی جرمانہ ہوتا ہے۔
(viii) معاشی قوانین اسباب و نتائج کے درمیان رشتہ قائم کرتے ہیں۔
(ix) معاشی قوانین لیبارٹریوں میں مرتب نہیں کیے جاتے بلکہ حقیقی ماحول اور روزمرہ کے رجحانات میں تشکیل پاتے ہیں۔
(x) معاشی قوانین پالیسی سازی میں فوری طور پر لاگو نہیں ہوتے کیونکہ معاشی مسائل میں کئی عوامل دخل انداز ہوتے ہیں۔

معاشی قوانین کا طبعی قوانین کے ساتھ مقابلہ

معاشی قوانین	طبعی قوانین
معاشی قوانین انسانی طرزِ عمل کے رجحان کا نام ہے اور انسان کے رجحانات ہر لحاظ سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔	طبعی قوانین کا تعلق بے جان اور بے حس مادے سے ہوتا ہے اس لیے طبعی قوانین اٹل اور ہمہ گیر نوعیت کے ہوتے ہیں۔
معاشیات کے قوانین کی بنیاد پر مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی۔	طبعی قوانین میں واقعات کے نتائج کی پوری صحت اور یقین سے پیش گوئی کر سکتے ہیں۔
معاشیات کے قوانین کیفیتی نوعیت کے ہوتے ہیں جن کی ٹھوس اور صحیح پیمائش ممکن نہیں۔	طبعی قوانین مقداری نوعیت کے ہوتے ہیں جن کی ٹھوس پیمائش ممکن ہے۔
معاشیات کے قوانین سائنٹیفک لیبارٹری ماحول میں تشکیل نہیں پاتے اس لیے یہ ہمہ گیر نہیں ہوتے۔	طبعی قوانین لیبارٹری سسٹم میں تشکیل پاتے ہیں اس لیے ہمہ گیر نوعیت کے ہوتے ہیں۔
معاشی قوانین غیر جانبدار نہیں ہوتے۔	طبعی قوانین غیر جانبدار ہوتے ہیں۔

معاشی قوانین کا ریاستی قوانین کے ساتھ مقابلہ

ریاستی قوانین	معاشی قوانین
ریاستی یا سرکاری قوانین، ملک کا قانون ساز ادارہ منظور کر کے حکومت کے تعاون سے نافذ کرواتا ہے۔ لوگوں پر ان قوانین کی تعمیل لازم ہوتی ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں سزا یا جرمانہ ہوسکتا ہے۔	معاشی قوانین انسانی طرزِ عمل کی بعض حقیقتوں اور صداقتوں کی بنا پر وجود میں آتے ہیں۔ مثلاً انسان جو طرزِ عمل بے شمار خواہشات کو تھوڑے سے ذرائع سے پورا کرنے کیلئے اختیار کرتا ہے معاشی قانون کہلاتا ہے۔
ریاستی یا سرکاری قوانین ملکی حالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے منسوخ یا ان میں ترمیم کی جاسکتی ہے تاکہ ملک میں امن کی فضا قائم رہے۔	معاشی قوانین منسوخ یا تبدیل نہیں کیے جاسکتے۔ کیونکہ ان قوانین کی ماہیت سائنسی قوانین کی طرح اٹل اور حقیقی ہوتی ہے۔
سرکاری قوانین جبراً نافذ کیے جاتے ہیں کیونکہ معاشرے میں پائی جانے والی ناہمواریاں صرف جبراً ریاستی قوانین کے ذریعے درست کی جاسکتی ہیں۔	معاشی قوانین کو جبراً نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً کسی شے کے سستا ہونے پر کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ پہلے سے زیادہ مقدار میں خریداری کرے۔

معاشی قوانین اور اخلاقی قوانین کا مقابلہ

اخلاقی قوانین	معاشی قوانین
اخلاقی قوانین کی بنیاد مذہب اور اخلاقیات پر ہوتی ہے۔	معاشی قوانین کی بنیاد انسان کے طرزِ عمل پر ہوتی ہے۔
اخلاقی قوانین ہر معاشرے کے مذہب کے لحاظ سے الگ نوعیت کے ہوتے ہیں اور بین الاقوامی نوعیت کے حامل نہیں ہوتے۔	معاشی قوانین سب پر بیک وقت لاگو ہوتے ہیں اور بین الاقوامی نوعیت کے ہوتے ہیں۔
اخلاقی قوانین کی خلاف ورزی پر معاشرے میں رہنے والے افراد برا مناتے ہیں۔	معاشی قوانین کی خلاف ورزی پہ نہ سزا ہوتی ہے نہ ہی لوگ برا مناتے ہیں۔
اخلاقی قوانین کا تعلق براہ راست معاشرے کی فلاح و بہبود سے ہے۔	معاشی قوانین کا تعلق ذرائع کی قلت اور خواہشات کی کثرت سے ہے۔
اخلاقی قوانین ملک بہ ملک مختلف ہوتے ہیں۔	تمام ملکوں کے معاشی قوانین ایک جیسی نوعیت کے ہوتے ہیں۔

مشقی سوالات

سوال 1۔ ہر سوال کے دیے گئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1. درج ذیل میں سے کون سا معیشت دان معاشیات کا بانی کہلاتا ہے؟
(الف) ڈیوڈ ریکارڈو (ب) آدم سمتھ
(ج) جے ایس مل (د) لائیونل رابنز

2. نیو کلاسیکی ماہرین معاشیات کے نزدیک معاشیات
(الف) ذرائع کی قلت کا نام ہے (ب) مادی فلاح کا علم ہے
(ج) دولت کا علم ہے (د) مقاصد کی کثرت کا علم ہے

3. لوگوں کے ایک جیسے رویوں کو خاص ترتیب اور الفاظ میں لکھنے کا نام
(الف) علم الہدیت ہے (ب) علم الحقیقت ہے
(ج) معاشی قانون ہے (د) سائنسی قانون ہے

4. مقاصد کی کثرت اور ذرائع کی قلت کی بنیاد پر اختیار کیے جانے والے رویے کا نام۔
(الف) معاشیات ہے (ب) فن ہے
(ج) علم ہے (د) جدو جہد ہے

5. معاشی قوانین کو لاگو کرنے کیلئے جن شرائط کا بدستور رکھنا ضروری ہوتا ہے انہیں۔
(الف) مفروضات کہتے ہیں (ب) حد بندیاں کہتے ہیں
(ج) تغیرات کہتے ہیں (د) نظریات کہتے ہیں

6. علم معاشیات میں حالات و واقعات کا مشاہدہ اور تجربہ کر کے جوں کا توں بیان کر دینا۔
(الف) علم الہدیت کہلاتا ہے (ب) علم الحقیقت کہلاتا ہے
(ج) علم نباتات کہلاتا ہے (د) علم پیش بینی کہلاتا ہے

7. الفرڈ مارشل کے نزدیک معاشیات ہے۔
(الف) معاشرتی علم (ب) اصلاحی علم
(ج) سائنسی علم (د) اخلاقی علم

8. معاشی اصطلاح میں کس قانون کی خلاف ورزی پر نہ تو سزا ملتی ہے اور نہ ہی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟
(الف) سائنسی قانون (ب) معاشی قانون
(ج) سرکاری قانون (د) اخلاقی قانون

9. کس مکتب فکر کے حامیوں کا معاشی نقطہ نظر ایک احساس اور ذہنی کیفیت کا نام ہے؟
(الف) کلاسیکل (ب) نیوکلاسیکل
(ج) جدید (د) قدیم

10. کس قسم کی معاشیات میں معیشت کے مجموعی رویّوں کا جائزہ لیا جاتا ہے؟
(الف) جزیاتی (ب) کلیاتی
(ج) اطلاقی (د) نظریاتی

سوال 2۔ درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہ پُر کیجیے۔

1. معاشی قوانین ایسے رجحانات کے بیان کا نام ہے جو اسباب اور .... کے درمیان رشتہ قائم کرتے ہیں۔
2. سائنسی قوانین .... نوعیت کے ہوتے ہیں۔
3. معاشیات کے قوانین اور نظریات .... پرمبنی ہوتے ہیں۔
4. .... وہ ضابطے ہیں جو کسی مذہب یا لوگوں کے مجموعی تاثرات اور رجحانات کی عکاسی کرتے ہیں۔
5. .... میں حالات و واقعات کا جائزہ لے کر جوں کا توں بیان کر دیا جاتا ہے۔
6. ریاستی قوانین کسی بھی وقت .... اور .... کئے جا سکتے ہیں۔
7. پیدائش دولت، تقسیم دولت اور صرف دولت کی نوعیت کا تعلق .... سے ہے۔
8. معاشی قوانین کو کسی .... میں پرکھا نہیں جا سکتا۔

سوال 3۔ کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
معاشی مسئلہ	تجزیاتی نوعیت	
فیصلوں کو عملی شکل دینا	اخلاقی قانون	
علم	انسانی طرزِ عمل	
جسمانی ورزش	قومی آمدنی	
سچ بولنا	الفرڈ مارشل	
کُلیاتی معاشیات	دولت کا علم	
اصولِ معاشیات	معلومات کا باضابطہ مجموعہ	
کلاسیکی مکتبِ فکر	غیر معاشی سرگرمی	
	محدود ذرائع اور لاتعداد مقاصد	

سوال4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

1. پروفیسر رابنز کی بیان کردہ معاشیات کی تعریف لکھیے۔
2. الفرڈ مارشل کی تعریف کے الفاظ تحریر کیجیے۔
3. معاشی مسئلہ سے کیا مراد ہے؟
4. معاشی قوانین سے کیا مراد ہے؟
5. جزیاتی اور کلیاتی معاشیات میں فرق بیان کیجیے۔
6. علم معاشیات کا موضوع بحث کیا ہے؟
7. علم اور فن میں کیا فرق ہے؟
8. معاشی اور ریاستی قوانین کے کوئی دو فرق لکھیں۔
9. الفرڈ مارشل کی تعریف خواہشات میں پسند و ناپسند کا سوال کیوں پیدا کرتی ہے؟
10. اثباتی معاشیات سے کیا مراد ہے؟

سوال5۔ درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کیجیے۔

1. آدم سمتھ کی بیان کردہ معاشیات کی تعریف وضاحت سے بیان کریں اور اس کا تنقیدی جائزہ لیں۔
2. الفرڈ مارشل کی تعریف کا تنقیدی جائزہ لیں۔
3. پروفیسر رابنز کی معاشیات کی تعریف بیان کریں اس تعریف کی خوبیاں اور خامیاں بھی بیان کیجیے۔
4. پروفیسر رابنز کی پیش کردہ معاشیات کی تعریف دیگر تعریفوں سے کیوں بہتر ہے؟ دلائل دے کر بیان کیجیے۔
5. معاشیات کی وسعت پر تفصیلی روشنی ڈالیں۔
6. کیا معاشیات علم ہے یا فن؟ اپنے جواب کے حق میں دلائل دیجیے۔
7. معاشی قوانین سے کیا مراد ہے؟ ان کی اہم خصوصیات تحریر کیجیے۔
8. جزیاتی اور کلیاتی معاشیات میں فرق کی وضاحت کیجیے۔